دو مقدس مقامات کی سرزمین پر قابض

امریکیوں سے

اعلانِ جہاد

"مشرکین کو جزیرۃ العرب میں سے نکالو!"

شیخ اسامہ بن محمد بن لادن حفظہ اللہ کی جانب سے ایک تاریخی پیغام

امت اسلامیہ کے لئے بالعموم اور جزیرۃ العرب کے لئے بالخصوص

ربیع الآخر ۱۴۱۷ / اگست ۱۹۹۶

ترجمہ و پیشکش

مؤسسة القادسية

Al-Qadisiyyah

ادارہ القادسیہ برائے نشر و اشاعت

دو مقدس مقامات کی سرزمین پر قابض امریکیوں

اعلانِ جہاد

”مشرکین کو جزیرۃ العرب میں سے نکالو!“

شیخ اسامہ بن محمد بن لادن حفظہ اللہ کی جانب سے ایک تاریخی پیغام

امت اسلامیہ کے لئے بالعموم اور جزیرۃ العرب کے لئے بالخصوص

ربیع الآخر ۱۴۱۷ / اگست ۱۹۹۶

ترجمہ و پیشکش

مؤسسة القادسية

Al-Qadisiyyah

ادارہ القادسیہ برائے نشر واشاعت

تعارف

ستّر کے عشرے میں جب مشرق وسطیٰ میں تیل کی دولت سے معیشت دن دوگنی رات چوگنی ترقی کر رہی تھی ایسے میں، محمد بن لادن، یمن کا ایک عام آدمی اپنے خاندان کے ہمراہ سعودی عرب منتقل ہو گیا۔ اس شخص نے اپنا ایک کاروبار شروع کیا جو کچھ عرصے میں ہی مشرق وسطیٰ میں تعمیرات کا سب سے بڑا کاروبار بن گیا، بن لادن کارپوریشن، یہ کمپنی سڑکیں، عمارتیں، مسجدیں، ہوائی اڈے اور یہاں تک کہ خلیج کے کئی ممالک میں ڈھانچوں تک کے بنانے میں معروف رہی ہے۔ اسامہ، محمد بن لادن کے بیٹوں میں سے ایک تھے۔ ایک نوجوان کی حیثیت سے وہ اپنے بھائیوں سے زیادہ متقی تھے۔ اسامہ اپنی خاندانی کمپنی کی جانب سے مکّہ اور مدینہ میں تعمیر کی گئی مساجد کے کام میں بہت زیادہ شامل رہے، اور ۱۹۷۹ء میں جامعہ ملک عبدالعزیز سے سول انجینیرنگ میں ڈگری حاصل کی۔ ان ہی دنوں میں سوویت یونین نے افغانستان پر حملہ کر دیا۔ ایسے میں مجاہدین نے عالمی سطح پر امداد کی اپیل کی۔ اسامہ اس پکار پر لبیک کہتے ہوئے اپنی کمپنی کے کئی بلڈوزروں کے ساتھ افغانستان جا پہنچے۔ وہ اس تحریک سے بہت متاثر تھے، ان کے خیال میں مسلمانوں پر مسلط پریشانیاں بیسویں صدی کی سپر طاقت کی کارستانی تھی، وہ کہا کرتے "جو لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں ان کے لئے آخرت میں ایک بہت خاص مقام ہے" اور وہ یہ بھی کہا کرتے کہ افغانستان (جہاد) میں ایک دن ایک عام مسجد میں ایک ہزار دنوں کی نماز جیسا ہے۔

شروع میں ان کا کام سیاسی نوعیت کا تھا، انہوں نے عرب سے ہزاروں رضاکار بھرتی کیے ان کی افغانستان آمد کا خرچہ اٹھایا اور وہاں ان کے لئے معسکر بنائے۔ بعد میں انہوں نے پاکستانی سرحد کے ساتھ سرنگیں اور غار تعمیر کیے۔ اس دوران وہ بلڈوزر بھی چلاتے اور سوویت ہیلی کاپٹروں کی زد میں آنے کا خطرہ بھی مول لیتے۔ کچھ ہی عرصے میں وہ ایک کلاشنکوف لیے لڑائیوں میں شرکت کرتے دکھائی دیے۔ ۱۹۸۶ء میں شیخ اسامہ اور ان کے کچھ درجن عرب ساتھی مجاہدین نے جاجی نامی قصبے میں سوویت فوجی یلغار کا سامنا کیا اور ان کو ایک بھرپور

مقابلے کے بعد شکست دی۔ عرب رضاکاروں کے لئے یہ پہلا مشاہدہ تھا جس میں انہوں نے دیکھا کہ سوویتوں کو بھی شکست دی جاسکتی ہے۔ ایک سال بعد اسامہ نے شعبان کے مقام پر سوویت فوجوں کے خلاف ایک لڑائی کی سربراہی بھی کی۔ اس لڑائی میں مجاہدین نے بہت سخت حالات کا سامنا کیا۔ لڑائی بہت قریب قریب لڑی گئی، مگر اس سب کے باوجود کئی گنا طاقت ور روسیوں کو اس علاقے سے نکال باہر پھینکا گیا، اور یہ صرف اللہ کی مدد سے ہی ممکن ہوا۔

حمزہ محمد، جو کہ افغانستان میں فلسطینی رضاکار تھے اور بعد ازاں سوڈان میں بن لادن کے ایک تعمیراتی پروجیکٹ کی دیکھ بھال پر مامور ہو گئے، کہتے ہیں:

> "وہ (اسامہ) ہمارے لئے ایک ہیرو کی سی حیثیت رکھتے ہیں، کیونکہ وہ ہمیشہ محاذ پر موجود رہتے ہر ایک سے آگے، انہوں نے نہ صرف اپنا مال خرچ کیا بلکہ انہوں نے خود کو بھی حاضر کر دیا، وہ اپنے عالیشان محل کو چھوڑ کر غریب افغانوں اور عرب مجاہدین کے درمیان رہنے آئے، وہ ان ہی کے ساتھ پکاتے ان کے ساتھ ہی کھاتے، ان کے ساتھ ہی خندقیں کھودتے، یہ تھا بن لادن کا طریقہ۔"

اسّی کی دہائی میں جب دو مقدس مساجد کی توسیع کا کام شروع ہوا تو شاہ فہد نے بذاتِ خود مدینہ میں مسجد نبوی کی توسیع کا ٹھیکہ اسامہ بن لادن کو دینا چاہا، اس ٹھیکے میں خالص منافع نوے ملین ڈالر تھا، مگر بن لادن نے یہ پیشکش مسترد کر دی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ان کو یہ پیشکش جہاد افغانستان سے ہٹانے کے لئے ہے اور صرف مسجد کی تعمیر میں لگانے کے لئے ہے۔ وہ یہ کہا کرتے کہ ان کا کاروبار اور دولت جہاد میں خرچ کرنے سے اور بڑھا ہے۔

بن لادن کو ملک واپسی پر احساس ہوا کہ وہ ایک بہت مقبول شخصیت بن چکے ہیں۔ مگر ان کی مقبولیت میں اس وقت خاطر خواہ کمی واقع ہونا شروع ہو گئی جب انہوں نے عرب حکمرانوں کے خلاف کلمہ حق بلند کرنا شروع کیا۔ حکومت اس سے پہلے ہی اسلامی تحریکوں کی جانب سے اپنی بدعنوانیوں اور شریعت کے نفاذ میں ناکامی پر تنقید کی زد میں تھی، یہ تمام چیزیں بن لادن کے لئے ناقابلِ برداشت تھیں، مگر اصل میں کٹھ پتلی ہونے کا ثبوت حکومت نے تب دیا جب شاہ فہد نے خلیج جنگ کے دوران امریکی افواج کو سعودی عرب میں آنے کی اجازت

دے دی۔ اس کے بعد عوامی سطح پر حکومت کو تنقید کا نشانہ بنانے اور حکومت کی جانب سے دھمکانے کی مہم کے بعد انہوں نے 1991ء میں سوڈان کا رخ کیا۔ وہ عرب جو افغانستان میں جہاد میں شرکت کر چکے تھے انہوں نے بھی شیخ کے پیچھے سوڈان کا ہی رخ کیا اور وہاں ان کی کمپنیوں میں ملازمتیں کر لیں۔ سعودی حکومت نے اسامہ بن لادن کو ایک قانون شکن اور باغی قرار دیتے ہوئے ان کی سعودی شہریت منسوخ کر دی، اور ان کے سر کی بھاری قیمت مقرر کر دی۔

سوڈان میں اسامہ بن لادن کا کاروبار پہلے کی نسبت کہیں زیادہ تیزی سے بڑھا اور مشرق وسطیٰ سے بھی بڑا ہو گیا۔ انہوں نے سوڈان حکومت کو ملک کی تعمیرات میں مدد دینا شروع کر دی۔ سوڈان میں ان پر ایک قاتلانہ حملہ بھی ہوا جس میں وہ زخمی ہوئے۔ انہوں نے سوڈان میں پانچ سال گزارے جہاں انہوں نے دنیا بھر کی جہادی تحریکوں کو مالی معاونت فراہم کی جیسے، افغانستان، بوسنیا، یمن، چیچنیا وغیرہ یہاں تک کہ سوڈانی حکومت نے امریکی حکومت کی جانب سے دباؤ پر ان کو دنیا بھر میں دہشت گردی کی مدد کے الزام میں ملک بدر کر دیا۔ اپنی ذاتی تین سو ملین ڈالر کی دولت کی وجہ سے امریکی اسٹیٹ ڈپارٹمنٹ نے اسامہ بن لادن کو دنیا میں اسلامی انتہاء پسندوں کی تحریکوں کا اہم ترین مالی معاون قرار دیا۔ یا جیسا کہ ایک امریکی عہدیدار نے واضح الفاظ میں کہا کہ وہ ایک "بڑی مچھلی" ہیں کیونکہ ان کا ہیرو جیسا رتبہ ان کے اثر و رسوخ کی وجہ ہے۔ اس عہدیدار کے مطابق اسامہ بن لادن ایک ایسا شخص ہے جو اگر کسی کے پاس جا کر لاکھوں روپے مانگے تو اسی وقت اس کو دے دیئے جائیں گے۔

۱۹۹۶ء کی گرمیوں میں بن لادن نے سوڈان کے بجائے افغانستان کو اپنا مستقل مستقر بنا لیا۔ وہ اب وہیں ہیں۔ دنیا بھر میں مجاہدین کی مدد اور ان کو منظم کرنے کی کوششوں میں مصروف، سعودیہ کی بگڑتی صورتحال اور درجنوں علماء اور نوجوان مجاہدین کی گرفتاریوں، ملکی وسائل پر مغربی تسلط اور دو مقدس مقامات پر امریکی قبضے کے بعد، بن لادن نے اس بات کا فیصلہ کر لیا کہ اب بہت ہو چکا، ۲۶ اگست ۱۹۹۶ء کو انہوں نے اپنا پہلا بیان جاری کیا جو بارہ صفحات پر مشتمل تھا۔ اس کا عنوان تھا "اسامہ بن محمد بن لادن کی جانب سے اعلان جہاد"۔ اس بیان میں امریکی افواج کے لئے وارننگ تھی کہ وہ سرزمین مقدس کو فوری چھوڑ جائیں ورنہ ان کے خلاف وہی مجاہدین اٹھ کھڑے ہوں گے جنہوں نے پہلے روسی افواج کو شکست دی تھی۔ مندرجہ ذیل میں اسی بیان کا اردو

ترجمہ پیش کیا جارہا ہے جو ہر مسلمان کو پڑھنا چاہئے کیونکہ یہ بیان صرف سعودی مسلمانوں کے لئے ہی نہیں تمام دنیا کے مسلمانوں کے لئے بہت اہمیت کا حامل ہے۔

"مسلمان غصّے کی آگ میں جل رہے ہیں،

امریکہ کے لئے بہتری اسی میں ہے کہ

وہ سعودی عرب سے نکل جائے"

شیخ اسامہ بن لادن حفظہ اللہ

الحمد للہ

إن الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا وسيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمداً عبده ورسوله.

بے شک خالص تعریف اللہ کے لیے ہے، ہم اُس کی ہی تعریف کرتے ہیں اور اُس سے ہی مدد طلب کرتے ہیں اور اُس سے ہی مغفرت طلب کرتے ہیں، اور اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں اپنے نفوس کے شر سے اور اپنے کاموں کی برائی سے، جِسے اللہ ہدایت دیتا ہے اُسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا، اور جِسے اللہ گُمراہ کرتا ہے اُسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ کے عِلاوہ کوئی سچا اور حقیقی معبود نہیں اور وہ اکیلا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ اتَّقُواْ اللّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلاَ تَمُوتُنَّ إِلاَّ وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ﴾

"مومنو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور مرنا تو مسلمان ہی مرنا۔"

(سورۃ آل عمران: ١٠٢)

﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُواْ رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيراً وَنِسَاء وَاتَّقُواْ اللّهَ الَّذِي تَسَاءلُونَ بِهِ وَالأَرْحَامَ إِنَّ اللّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾

"لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا (یعنی اول) اس سے اس کا جوڑا بنایا۔ پھر ان دونوں سے کثرت سے مرد و عورت (پیدا کر کے روئے زمین پر) پھیلا دیئے۔ اور اللہ سے جس

کے نام کو تم اپنی حاجت بر آری کا ذریعہ بناتے ہو ڈرو اور (قطع مودت) ارحام سے (بچو) کچھ شک نہیں کہ اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔"(سورۃ النساء: ۱)

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا (٧٠) يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَن يُطِعْ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا (٧١)﴾

"مومنو اللہ سے ڈرا کرو اور بات سیدھی کہا کرو (۷۰) وہ تمہارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا، اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا تو بے شک بڑی مراد پائے گا (۷۱)۔"(سورۃ الاحزاب:۷۰-۷۱)

تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے (شعیب علیہ السلام کا قول بیان) فرمایا:

﴿قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِن كُنتُ عَلَى بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَرَزَقَنِي مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَى مَا أَنْهَاكُمْ عَنْهُ إِنْ أُرِيدُ إِلاَّ الإِصْلاَحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلاَّ بِاللّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ﴾

"انہوں نے کہا کہ اے قوم! دیکھو تو اگر میں اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل روشن پر ہوں اور اس نے اپنے ہاں سے مجھے نیک روزی دی ہو (تو کیا میں ان کے خلاف کروں گا؟) اور میں نہیں چاہتا کہ جس امر سے میں تمہیں منع کروں خود اس کو کرنے لگوں۔ میں تو جہاں تک مجھ سے ہو سکے (تمہارے معاملات کی) اصلاح چاہتا ہوں اور (اس بارے میں) مجھے توفیق کا ملنا خدا ہی (کے فضل) سے ہے۔ میں اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔" (سورۃ ہود: ۸۸)

تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے فرمایا:

﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُم مِّنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ﴾

"(مومنو) جتنی امتیں (یعنی قومیں) لوگوں میں پیدا ہوئیں تم ان سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو اوراللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہلِ کتاب بھی ایمان لے آتے تو ان کے لیے بہت اچھا ہوتا ان میں ایمان لانے والے بھی ہیں (لیکن تھوڑے) اور اکثر نافرمان ہیں۔" (سورۃ آل عمران: ۱۱۰)

اور سلامتی اور رحمت ہو اللہ کے بندے اور رسول ﷺ پر جنھوں نے فرمایا:

"إن الناس إذا رأوا الظالم فلم يأخذوا على يده أوشك أن يعمهم الله بعقاب منه"

"لوگ اگر ظلم ہوتا دیکھیں اور اس کو نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ کی سزا ان سب کو لپیٹ لے۔"
(اسے ابو داود اور ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے)

یہ حقیقت آپ سے چھپی ہوئی نہیں ہونی چاہیئے کہ مسلمان اس وقت ظلم، جارحیت، اور عدم مساوات کا شکار ہیں جو کہ ان پر صہیونی صلیبی اتحاد نے اپنے حواریوں کی مدد سے مسلط کر رکھا ہے۔ حال اس وقت یہ ہے کہ خون مسلم ارزاں ترین ہے ان کی دولت دشمنوں کے ہاتھوں لوٹ کا مال بنی ہوئی ہے۔ فلسطین و عراق میں ان کا خون بہایا گیا، لبنان کے قتل عام کی دل دہلا دینے والی تصاویر ابھی بھی ہمارے دماغوں میں تازہ ہیں۔ اسی طرح تاجکستان، برما، کشمیر، آسام، فلپائن، فطانی، اوجادین، صومالیہ، اریٹیریا، بوسنیا ہرزیگووینا میں ہوئے قتل عام ایسے مظالم تھے جو انسان پر کپکپی طاری کر دیں اور سوچ کو جھنجھوڑ دیں۔ اور یہ سب کچھ ساری دنیا دیکھ اور سن رہی ہے لیکن اس کے باوجود امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی واضح سازشوں کے تحت اور ظالم اقوام متحدہ کی آڑ میں ان مظلوم لوگوں پر (اپنے دفاع کے لئے) اسلحے کی حصول پر بھی پابندی عائد کر دی گئی، تو امت مسلمہ بیدار ہوگئی ہے اور اس کو اندازہ ہے کہ وہی اس صلیبی صہیونی اتحاد کی تمام تر جارحیت کا نشانہ ہے اور انسانی حقوق کے تمام بلند و بانگ جھوٹے دعوے ان حملوں اور قتل عام کی وجہ سے بے نقاب ہوگئے ہیں جن کا ارتکاب کرہ ارض کے ہر حصے میں مسلمانوں کے خلاف کیا گیا۔

اور ان سب میں تازہ ترین اور بدترین جارحیت جو رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد سے مسلمانوں پر ہوئی ہے وہ دو مقدس مقامات کی سرزمین پر قبضہ ہے –(وہ سرزمین) جو کہ اسلام کے گھر کی بنیاد کی سی حیثیت رکھتی ہے، جہاں وحی کا نزول ہوا،

جو رسالت کا منبع ہے، اور جہاں مقدس کعبہ ہے جو کہ تمام مسلمانوں کا قبلہ ہے – اور یہ قبضہ امریکی عیسائیوں اور ان کے صلیبی اتحادیوں کی افواج کی طرف سے ہے، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ (اور (گناہوں سے بچنے کی) کوئی طاقت نہیں اور نہ (نیکی کرنے کی) قوت ہے سوائے اللہ کی مدد کے ذریعے)۔

موجودہ صورت احوال جن کے سایے تلے ہم رہ رہے ہیں، اور اس زبردست اور مبارک بیداری کی لہر کے سایے میں کہ جس نے دنیا بھر کو، اور بالخصوص عالم اسلام کو، اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے، میں آج آپ سے ایک طویل غیر حاضری کے بعد ملاقات کر رہا ہوں۔ اور یہ غیر حاضری امریکہ کی زیر قیادت ظالم صلیبی مہم نے علماء و داعیان اسلام پر اس ڈر سے مسلط کر رکھی ہے کہ کہیں وہ علمائے سلف، اللہ ان پر رحم فرمائے، کے نقش قدم پر چلتے ہوئے امت مسلمہ کو اس کے دشمنوں کے خلاف نہ ابھارنے لگیں، جیسے ابن تیمیہ اور العز بن عبد السلام نے کیا۔ اور اسی طرح اس صلیبی یہودی اتحاد نے بہت سے مثالی علمائے صادقین اور سر گرم داعیان دین کو قتل اور قید کیا– اور ہم اللہ کے سامنے کسی کا تزکیہ نہیں کرتے (کہ اصل حقیقت صرف وہی جانتا ہے)– چنانچہ انہوں نے مجاہد شیخ عبد اللہ عزام کا قتل کیا، اور مجاہد شیخ احمد یاسین کو وہاں سے قید کیا جس ملک میں نبی ﷺ کے اسریٰ کے سفر کا راستہ تھا، اور مجاہد شیخ عمر عبد الرحمن کو امریکا سے قید کیا۔ اسی طرح امریکی اشاروں پر ہی سعودی عرب میں بڑے پیمانے پر علماء، داعیان اور نوجوانوں کو گرفتار کیا گیا جن میں مشہور شیخ سلمان العودہ اور شیخ سفر الحوالی اور ان کے (اور دینی) بھائی ہیں، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ (اور (گناہوں سے بچنے کی) کوئی طاقت نہیں اور نہ (نیکی کرنے کی) قوت ہے سوائے اللہ کی مدد کے ذریعے)۔ خود ہم (میں اور میری جماعت) پر بھی اس ظلم میں سے کچھ نازل ہوا کہ ہمیں مسلمانوں سے بات کرنے کی اجازت نہیں تھی، اور پاکستان، افغانستان اور سوڈان میں ہمارا تعاقب کیا جاتا رہا؛ اسی لئے میری جانب سے یہ لمبی غیر حاضری رہی، مگر اللہ کے فضل و کرم سے ایک محفوظ مستقر خراسان میں ہندو کش کے بلند پہاڑوں پر موجود ہے، وہ پہاڑ جہاں اللہ کی مدد سے دنیا کی سب سے بڑی ملحد فوج تباہ ہو گئی اور ایک نام نہاد سپر پاور کی دیومالائی حیثیت مجاہدین کے اللہ اکبر کے نعروں کے سامنے زمین بوس ہو گئی۔ اور آج ہم افغانستان کے انہیں پہاڑوں سے صہیونی صلیبی اتحاد کی جانب سے امت پر مسلط کردہ ظلم کے خلاف جدوجہد میں مصروف عمل ہیں، خاص طور پر اس کے بعد کہ انہوں نے یروشلم کے اطراف کی مقدس زمین پر قبضہ جما لیا جو کہ نبی رحمت ﷺ کے اسریٰ کے سفر کا راستہ تھا اور دو مقدس مقامات والی سرزمین کی حرمت کی پامالی کی ہے۔ ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں فتح سے نوازے، کہ وہی اس قابل ہے اور ایسا کرنے پر قادر ہے۔

اور آج ہم یہاں سے اپنی بات اور کام آغاز کرتے ہیں، اور جو کچھ مسلم امہ کے ساتھ بالعموم اور دو مقدس مقامات والی سرزمین کے ساتھ بالخصوص ہو رہا ہے اس کی اصلاح کے راستے تلاش کرنے کے لئے گفتگو کرتے ہیں، اور ہم ایسے راستوں پر غور و فکر کرنا چاہتے ہیں جن کو اختیار کرکے ہم صورتحال کو معمول پر لا سکیں، خصوصاً جبکہ لوگوں کے امور دین و دنیا عظیم

بدحالی اور بہت بڑے نقصان سے دوچار ہوچکے ہیں، اور لوگوں کا ہر طبقہ متاثر ہوا ہے، چاہے وہ عام لوگ ہوں یا فوجی اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے اہلکار ہوں، ملازمت پیشہ ہوں یا تاجران ہوں، چھوٹے ہوں یا بڑے ہوں، اسکولوں اور یونیورسٹیوں کے طالب علم ہوں یا یونیورسٹیوں سے فارغ التحصیل بیروزگار ہوں، اور یہ (بیروزگار نوجوان) کئی لاکھوں ہیں، بلکہ یہ معاشرے کا ایک بڑا حصہ بن گئے ہیں۔

چاہے اہل صنعت ہوں یا اہل زراعت ہوں، شہری ہوں یا دیہاتی ہوں، خانہ بدوش ہوں یا بدو ہوں، یہ سب بھی متاثر ہوئے ہیں، اور ہر شخص ہی کسی نہ کسی چیز کے بارے میں شکایت کرتا نظر آتا ہے۔ سعودی عرب کی صورتحال ایک آتش فشاں کی سی ہے جو کسی بھی لمحے پھٹ کر کفر اور فساد کو تباہ کرسکتا ہے، چاہے اس (کفر اور فساد) کے مصادر کچھ بھی ہوں۔ ریاض وخوبار میں ہونے والے دھماکے اس تلاطم خیز سیلاب کی محض خبر داری ہیں جو تکلیف، تلخ مایوسی، قہر، سنگین ظلم، ذلت انگیز ناانصافی اور غربت کا نتیجہ ہے۔

اور لوگوں کو اپنی روزمرہ کی زندگی کے لئے انتہائی پریشان کردیا گیا ہے۔ بگڑتی ہوئی معیشت اور مہنگائی اور قرضوں کی کثرت اور قیدیوں سے بھری ہوئی جیلوں کی باتیں ہر کسی کی زبان پر ہیں، اور اس پر جتنا چاہے بولتے رہیں کم ہے۔ سرکاری ملازمین جن کی آمدن محدود ہے وہ آپ کو بتاتے ہیں کہ کس طرح وہ ہزاروں لاکھوں سعودی ریال کے قرضوں میں پھنسے ہوئے ہیں، ان کی شکایت ہے کہ سعودی ریال کی قیمت دوسری اہم کرنسیوں کی نسبت بہت تیزی اور تسلسل سے زوال کا شکار ہے۔ جبکہ بڑے تاجر اور ٹھیکیدار ان لاکھوں ریالوں کی بات کرتے ہیں جن کے لئے حکومت ان کی مقروض ہے۔ حکومت داخلی قرضہ جات کی مد میں عوام کی تین سو چالیس ارب ریال کی مقروض ہے جو سود کی وجہ سے روز بروز بڑھ رہے ہیں، اس کے بیرونی قرضوں کی تو ابھی بات ہی نہ کریں۔ لوگ حیران ہیں کہ کیا ہم واقعی دنیا میں سب سے زیادہ تیل برآمد کرنے والا ملک ہیں؟ بلکہ وہ تو یہ محسوس کرتے ہیں کہ یہ ان پر اللہ کی طرف سے عذاب ہے کیونکہ وہ ظلم کے نظام اور اس کے غیر شرعی تصرفات پر خاموش ہیں جن میں سب سے گھناؤنا جرم اللہ کی شریعت کے مطابق قانون نافذ نہ کرنا ہے، اور شرعی حقوق العباد کو معطل کرنا ہے، اور امریکی قابضوں کے لئے دو مقدس مقامات کی سرزمین کو کھول دینا ہے، اور انبیاء کے وارث علمائے صادقین کو ظلم وناانصافی کی بنیاد پر جیلوں میں بند کرنا ہے۔ اس عظیم بدحالی پر اہل فضل و خیر خبردار ہوئے ہیں جن میں دینی امور کے ماہر جیسے داعی و علماء اور اسی طرح دنیاوی امور کے ماہر جیسے تاجر اور اقتصادیات کے ماہرین اور نامور شخصیات شامل ہیں۔ پس ہر گروہ نے اپنے طور پر فوری کوششیں کیں کہ صورتحال کو جلد قابو کیا جاسکے۔ سب اس بات پر متفق تھے کہ ملک ایک بحران کی جانب تیزی سے بڑھ رہا ہے جس کی گہرائی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور بڑے تاجروں کے مطابق "بادشاہ ملک کو مصیبت کی گہری کھائی میں لے جارہا ہے"۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ (اور (گناہوں سے بچنے کی) کوئی طاقت نہیں اور نہ (نیکی کرنے کی) قوت ہے سوائے اللہ کی مدد کے ذریعے)۔ اسی طرح بہت سے شہزادے عوام

کے سامنے اپنی پریشانیوں کا تذکرہ کرتے ہیں اور اپنی نجی محافل میں ذاتی خیالات کے اظہار میں ملک میں ہونے والی دہشت گردی اور جبر و فساد پر اظہار تشویش کرتے ہیں۔ اور ان اثر و نفوذ رکھنے والے شہزادوں کے بیچ مفادات کے ٹکراؤ نے ملک کو تباہی سے دوچار کر دیا ہے، اور حکومت نے بہت سے کاموں کی وجہ سے خود اپنے ہاتھوں اپنا قانونی جواز تلف کر دیا ہے جس میں اہم ترین وجوہات یہ ہیں:

ا۔ اسلامی شرعی قانون کی معطلی اور اس کی جگہ انسان کے بنائے ہوئے قوانین کا نفاذ کر کے حکمران طبقہ علمائے حق اور دین دار نوجوانوں کے خلاف خونی محاذ آرائی پر اتر آیا ہے، اور ہم اللہ کے سامنے کسی کا تزکیہ نہیں کرتے (کہ اصل حقیقت صرف وہی جانتا ہے)۔

۲۔ حکمرانوں کی ملک کی حفاظت کرنے میں ناکامی اور امت کی دشمن امریکی صلیبی افواج کو سرزمین عرب پر کئی سالوں سے قبضے کی اجازت، یہی فوجیں ہماری ہر لحاظ سے تباہی کی وجہ بن رہی ہیں، خاص طور پر معاشی لحاظ سے تباہی جو ان فوجوں پر ناجائز بھاری اخراجات کا نتیجہ ہے، اور ملک پر مسلط کردہ پالیسی کا نتیجہ ہے، خصوصاً تیل کی صنعت پر جہاں تیل کی رسد اور قیمت امریکی معیشت کے مفادات کے تناظر میں طے کی جاتی ہے اور اپنے ملک کی معیشت کو خاطر میں نہیں لایا جاتا، اور مہنگے ہتھیار خریدنے کے معاہدوں کا نتیجہ ہے جو ملک پر مسلط کر دیئے گئے، یہاں تک کہ لوگ اب یہ سوال پوچھنے لگے ہیں کہ: تو پھر اس حکومت کے وجود کا کیا فائدہ ہے؟!

چنانچہ ہر گروہ نے اپنے طور پر فوری کوششیں کیں کہ صورتحال کو جلد قابو کیا جا سکے اور خطرے کو ٹالا جا سکے۔ پس انہوں نے حکومت کو رازدارانہ طور پر اور اعلانیہ، نثر اور شعر میں، گروہوں میں اور تنہا نصیحتیں کیں، خطوط پر خطوط بھیجے، یاد دہانیوں پر یاد دہانیاں بھیجیں، انہوں نے اپنی اصلاحی تحریک میں ہر طریقہ آزمایا اور ہر بااثر شخصیت کو استعمال کیا۔ انہوں نے اپنی تحریروں میں حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ ہمدردی اور نرمی کا اسلوب اپناتے ہوئے اصلاح اور ان عظیم گناہوں و جسیم مفاسد سے توبہ کی دعوت دی جن میں دین کے بنیادی اصولوں اور عوام کے حقوق کی خلاف ورزیاں شامل تھیں۔

مگر افسوسناک بات یہ ہوئی کہ انہیں حکمرانوں کی طرف سے نہ صرف تردید اور انکار ملا بلکہ تمسخر اور استہزاء کا بھی سامنا کرنا پڑا، اور بات صرف ان کی تضحیک تک ہی نہ ٹھہری بلکہ سابقہ کالے کرتوتوں کے بعد ان سے بڑھ چڑھ کر خباثتیں کی گئیں، اور یہ سب دو مقدس مقامات کی سرزمین پر ہوا!! پس اب خاموش رہنا ممکن نہ رہا، اور اب ان معاملات سے صرف نظر کرنا ناقابل قبول ہو گیا۔

اب جیسا کہ یہ خلاف ورزیاں اپنی حدود کو پار کر گئی ہیں اور گناہوں اور نافرمانیوں کی حدیں تجاوز کر کے نوبت خود اسلام کے بنیادی اصولوں کی نواقض تک پہنچ گئی ہیں، توان حالات میں علماء اور داعیان کی ایک جماعت اٹھ کھڑی ہوئی، کہ جن کے دل کانوں کو بہرہ کر دینے والے گمراہی کے شور کی وجہ سے گھٹن کا شکار تھے، اور جن کی نظریں تاریکی کے دبیز پردوں کی وجہ سے دھندھلا گئی تھیں، اور جن کے ناک فساد کی بو کی وجہ سے بند ہو گئے تھے۔

پس یہ جماعت نامنظوری کی انتباہات دینے لگی، اور صورت احوال کا تدارک کرنے اور خطرے کو ٹالنے کی دعوت دینے والی اصلاحی آوازیں بلند کرنے لگی اور ان کے ساتھ اس تحریک میں سینکڑوں دانشور، نامور شخصیات، تاجر، اور ریٹائرڈ اہلکار شامل ہو گئے اور انہوں نے بادشاہ کو اصلاح کے مطالبے پر مشتمل خطوط اور یاد دہانیاں بھیجیں۔ پس ۱۴۱۱ھ بمطابق مئی ۱۹۹۱ء خلیج جنگ کے دوران ایک بہت مشہور خط بادشاہ کو بھیجا گیا جس پر ملک کے حالات کی اصلاح و درستگی اور عوام پر ظلم روکنے کی دعوت دینے والی ایسی چار سو کے قریب شخصیات کے دستخط تھے۔ بادشاہ نے بہرحال ان لوگوں کے مشوروں کو نظر انداز کر دیا اور نصیحت کرنے والوں کا مذاق اڑایا اور ملک کی بگڑتی حالت مزید خراب ہوتی رہی۔

اس وقت ان ناصحوں نے ایک بار پھر نئے سرے سے یاد دہانیوں اور خطوط کے ذریعے اپنی کوششوں کا اعادہ کیا، اور ان میں سب سے اہم ترین ایک خاص مشاورتی رپورٹ ہے جو محرم ۱۴۱۳ھ بمطابق جولائی ۱۹۹۲ء کو بادشاہ کے حوالے کی گئی جس میں اصل مشکلات کا تعین کیا گیا اور ان کے باقاعدہ شرعی بنیادوں پر اور درست علمی انداز میں حل پیش کیے گئے۔ پس اس رپورٹ میں حکومتی نظام کے فلسفے میں موجود بڑی بڑی خامیوں اور حکومتی ستونوں میں بنیادی غلطیوں کی نشاندہی کی گئی اور معاشرے کے مخصوص طبقوں اور اصلاح کی داعی ان کی قیادتوں — جیسے علماء اور داعیان اور قبائلی سرداران اور تاجر اور نامور شخصیات اور جامعات کے اساتذہ — کو درپیش مسائل کو بھی واضح کیا گیا، جیسے ان کو درخوئے اعتنا نہ لینا، بلکہ ان کا پیچھا کر کے ہراساں کرنا اور ان پر حالات تنگ کرنا۔

اور اس رپورٹ میں ملکی قوانین اور دستوروں کی حالت کی وضاحت کی گئی، اور اس (رپورٹ) میں بیان کردہ خرابیوں میں اللہ کی شریعت سے ہٹ کر جو بھی حلال و حرام کیا گیا تھا اسے بھی شامل کیا گیا۔

اور ملک میں میڈیا کی مجموعی صورتحال کو پیش کیا گیا جو محض کچھ شخصیات اور خاص افراد کی شان میں قصیدے پڑھنے کا ذریعہ بنا ہوا تھا، اور یہ (میڈیا) سچ چھپانے، جھوٹ گھڑنے، اہل حق کو بدنام کرنے، اور بغیر کسی محنت کے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے امت کے حالات پر رونا دھونا کرنے، اور لوگوں میں فساد پھیلانے اور انہیں دین سے دور کرنے کے لئے دشمنوں کے منصوبوں پر عملدرآمد کرنے، اور ایمان والوں کے درمیان بے حیائی پھیلانے کا آلہ بن کر رہ گیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾

"اور جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بے حیائی یعنی (تہمت بدکاری کی خبر) پھیلے ان کو دنیا اور آخرت میں دکھ دینے والا عذاب ہوگا۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔" (سورۃ النور: ۱۹)

(رپورٹ میں) اس ملک میں پامال اور متروک شدہ شرعی انسانی حقوق کی نشاندہی کی گئی۔

انتظامی حالات اور ان میں موجود کمزوریوں اور ان کی وجہ سے پھیلنے والے فساد کو بیان کیا گیا۔

ملک کی مالی اور اقتصادی صورتحال، اور ملک کی کمر توڑ کر رکھ دینے والے ضخیم قرضے اور اس کے سود کے تناظر میں خوفزدہ کر دینے والے مستقبل کو عیاں کیا گیا، اور امت کے وسائل کو خاص شخصیات کی ذاتی خواہشات کی تسکین کے لئے لٹایا جانا!! اور پھر قوم پر مزید ٹیکسوں اور کسٹم ڈیوٹیوں اور محصولات وغیرہ کا لاگو کیا جانا؟!!! جبکہ رسول اللہ ﷺ نے ایک خاتون کے بارے میں، جو کہ زناء کی مرتکب ہوگئی تھی اور پھر تائب ہوگئی تھی اور اس پر حد لاگو ہوگئی تھی، فرمایا تھا:

"لقد تابت توبة لو تابها صاحب مكسٍ لغُفِرَ له"

"اس عورت نے بلاشبہ ایسی توبہ کی ہے کہ اگر کوئی (ظلماً) ٹیکس والا بھی ایسی توبہ کرے تو اس کی مغفرت ہو جائے گی۔" (اسے احمد نے روایت کیا ہے)

اس سے ٹیکس لگانے والے کے گناہ کی بڑائی صاف ظاہر ہوتی، اور اس کے باوجود بھی بعض لوگ منبروں پر ایسے ٹیکس لگانے والے کے حق میں دعائیں کرتے ہیں جو علانیہ طور پر سود جیسے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرتا ہے اور اسے قانونی طور پر جائز حیثیت دیتا ہے، اور یہ کفر ہے، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ (اور (گناہوں سے بچنے کی) کوئی طاقت نہیں اور نہ (نیکی کرنے کی) قوت ہے سوائے اللہ کی مدد کے ذریعے)۔

اور اجتماعی سہولیات کی بدتر ہوتی صورتحال کا انکشاف کیا گیا، جو رپورٹ کے بعد پہلے سے بھی بدتر ہوگئی، خصوصاً پانی کی فراہمی کی سہولیات جو زندگی کی بنیادی ترین ضروریات میں سے ہیں۔

اور فوج کی حالت بھی پیش کی گئی جس کا پردہ خلیجی جنگ نے چاک کر دیا، جس میں افرادی قلت، ناقص تیاری اور اس کے سربراہ کی نامردی ہے، باوجود اس کے کہ ان پر ناقابل یقین رقوم خرچ کی گئیں، جو سمجھ سے بالاتر ہیں!! اور جو چھپ بھی نہیں سکتیں!

ججوں (قاضیوں) اور عدالتوں کی سطح پر رپورٹ نے بہت سے شرعی قانون کی معطلی اور ان کی انسانوں کے بنائے ہوئے قانون سے تبدیلی کو بھی فاش کیا۔

اور ملکی خارجہ پالیسی کے میدان میں اس رپورٹ نے یہ پردہ فاش کر دیا کہ کس طرح مسلمانوں کے معاملات کو خارجہ پالیسی میں نظر انداز کیا گیا ہے، بلکہ کس طرح امت کے خلاف اس کے دشمنان کی نصرت و حمایت کی گئی، اور غزہ اریحۃ اور یمن کے جنوب میں کمیونسٹوں کی مثالیں زیادہ پرانی نہیں ہیں، اور ان کے علاوہ بھی بہت سی ہیں۔

جیسا کہ علمائے کرام نے کہا ہے، یہ کوئی چھپی ہوئی بات نہیں ہے کہ انسان کے بنائے ہوئے قانون کو شریعت کی جگہ نافذ کرنا اور کفار کی مدد کرنا ان دس کفریہ کاموں میں سے ہیں جو انسان کو ایمان سے خارج کر دیتے ہیں، اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّا أَنزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُواْ لِلَّذِينَ هَادُواْ وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُواْ مِن كِتَابِ اللّهِ وَكَانُواْ عَلَيْهِ شُهَدَاء فَلاَ تَخْشَوُاْ النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلاَ تَشْتَرُواْ بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلاً وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللّهُ فَأُوْلَـئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ﴾

"بیشک ہم نے توریت نازل فرمائی جس میں ہدایت اور روشنی ہے اسی کے مطابق انبیاء جو (اللہ کے) فرمانبردار تھے یہودیوں کو حکم دیتے رہے ہیں اور مشائخ اور علماء بھی کیونکہ وہ کتاب اللہ کے نگہبان مقرر کیے گئے تھے اور اس پر گواہ تھے (یعنی حکم الٰہی کا یقین رکھتے تھے) تو تم لوگوں سے مت ڈرنا اور مجھی سے ڈرتے رہنا اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑی سی قیمت نہ لینا اور جو خدا کے نازل فرمائے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ کافر ہیں۔" (سورۃ المائدۃ:۴۴)

اور یہ بھی ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلاَ وَرَبِّكَ لاَ يُؤْمِنُونَ حَتَّىَ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لاَ يَجِدُواْ فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُواْ تَسْلِيمًا﴾

"تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ جب تک اپنے تنازعات میں تمہیں منصف نہ بنائیں اور جو فیصلہ تم کر دو اس سے اپنے دل میں تنگ نہ ہوں بلکہ اس کو خوشی سے مان لیں تب تک مومن نہیں ہوں گے۔"

(سورۃ النساء: ٦٥)

باوجود اس حقیقت کے کہ یہ رپورٹ بہت نرم الفاظ اور لطیف اشاروں کے انداز میں لکھی گئی، اللہ کو یاد دلاتی ہوئی، نیکی کی نصیحت کرتی ہوئی، انتہائی ملائم اسلوب اور سچے مضمون کے ساتھ، اور باوجود اسلام میں مشورے کی اہمیت اور حکمرانوں کے لئے اس کی ضرورت کے، اور باوجود اس رپورٹ پر دستخط کرنے والوں کی بڑی تعداد اور ان کے مقام کے، اور اس کے حمایت کرنے والوں کے، یہ سب اس کے کچھ کام نہ آیا اور اس کے مضمون کو دھتکار اور تردید کا سامنا کرنا پڑا اور اس پر دستخط کرنے والوں اور حمایتیوں کو تضحیک، سزا اور جیل کا سامنا کرنا پڑا۔

اور اس طرح داعیوں اور مصلحین کا ملکی یکجہتی کے حصول کی خواہش میں اور لوگوں کی خونریزی سے بچتے ہوئے اصلاح کے پرامن راستوں پر چلنے کا حرص پوری وضاحت کے ساتھ ظاہر ہو گیا۔ تو پھر یہ حکومت اصلاح کے تمام پرامن راستوں کو مسدود کیوں کرتی ہے اور لوگوں کو زبردستی مسلح جدوجہد کی جانب کیوں دھکیلتی ہے؟! اور (اب) یہی (مسلح جدوجہد) لوگوں کے سامنے ظلم کو ختم کرنے اور حق وعدل کو قائم کرنے کا ایک آخری راستہ رہ گئی ہے۔ شہزادہ سلطان اور شہزادہ نایف نے کس کے مفاد کے لئے ملک اور عوام کو اندرونی خانہ جنگی میں دھکیل دیا جو سب کچھ ختم کر دے گی؟ اور ایسوں سے مدد اور مشاورت کیوں جو اندرونی اختلافات کو ہوا دیتے ہیں، اور پولیس کے جوانوں کو، جو قوم کے بیٹے ہیں، اکساتے ہیں کہ وہ اصلاحی تحریک کو روکیں، اور ملک کے بیٹوں کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکاتے ہیں۔ جبکہ علاقے میں سب سے بڑا دشمن، جو کہ یہودی امریکی اتحاد ہے، ان جیسے امت کے غداروں کو پالینے کے بعد امن امان میں ہے جو (غدار) ان دشمنوں کی پالیسیوں کو نافذ کر کے امت کی اندرونی جانی ومالی طاقتوں کو نچوڑ رہے ہیں۔

اور یہ جسے وزیر داخلیہ شہزادہ نایف نے اپنا مشیر مقرر کیا ہوا ہے (زکی بدر، سابق مصری وزیر داخلہ)، اسے خود اس کے ملک نے اس کی خبث حرکات اور اپنے ہی لوگوں پر جارحیت کی وجہ سے قبول نہیں کیا، چنانچہ وہاں اپنے منصب سے ہٹا دیا گیا، لیکن وہ یہاں شہزادہ نایف کا پرتپاک خوش آمدید اور استقبال پانے کے لئے آ گیا!!! تاکہ وہ اس کی گناہگاری اور جارحیت میں معاونت کرے، پس جیلیں امت کے بہترین نوجوانوں سے بھر گئیں، اور اس وجہ سے آنکھیں نمناک ہو گئیں، ان ماؤں کی آنکھیں جن کے بیٹے ظلم اور جبر کے تحت جھوٹے الزامات کی آڑ میں ناحق قید کیے گئے تھے۔ تو کیا حکمران عوام اور فوج میں ٹکراؤ چاہتے ہیں جیسا کہ کچھ پڑوسی ممالک میں ہوا؟!!! اس میں شبہ نہیں کہ یہ سب کچھ اسرائیل وامریکہ کی باہمی حکمت عملی کا حصہ ہے اور اس میں سب سے پہلا مفاد انہی کا ہے۔ مگر اللہ کے فضل واحسان سے قوم کی ایک کثیر تعداد جس میں عوام اور فوج دونوں ہی شامل ہیں، ان کے اس خبیث منصوبے سے آگاہ ہیں، اور وہ اپنے آپ کو ایک دوسرے کے خلاف بطور آلہ کار استعمال ہونے سے بچا کر رکھتے ہیں اور ان پالیسیوں سے بچ کر رہتے ہیں جو ان کے بنیادی دشمن امریکی اسرائیلی اتحاد نے ملک میں اپنی وکیل سعودی حکومت کے ذریعے نافذ کر رکھی ہیں۔

لہٰذا اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ "کہ جب لاٹھی ہی ٹیڑھی ہو تو سایہ سیدھا نہیں ہو سکتا"، اس لئے یہ بات ضروری ہے کہ اصل دشمن کو نشانہ بنایا جائے جس نے امت کو کئی چھوٹے ملکوں اور ریاستوں میں تقسیم کرنے کے بعد اسے کئی عشروں سے پیچیدگیوں اور اندھیروں میں دھکیل دیا ہے۔ اور جیسے ہی کسی اسلامی ملک میں کوئی اصلاحی تحریک اٹھتی ہے تو یہ یہودی صلیبی اتحاد اس علاقے میں اپنے حکمرانوں کی شکل میں آلہ کاروں کو آگے بھیجتے ہیں تاکہ وہ ہر ممکن طریقے سے جو موقع سے مناسبت رکھتا ہو، اس اصلاحی تحریک کو روکیں اور ختم کر دیں۔ چنانچہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس تحریک کو اس (حق و باطل کی) لڑائی میں مخصوص وقت اور جگہ کے تعین کے ساتھ مسلح تصادم کی طرف دھکیل کر اسے اس کے آغاز میں ہی جڑ سے ختم کر دیا جاتا ہے۔

اسی طرح کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وزارت داخلہ کے اہلکاروں کو، جو شرعی جامعات سے فارغ التحصیل ہوتے ہیں، سامنے لایا جاتا ہے تاکہ اس اصلاحی روش کو بدنام کریں اور امت اور قوم کو اس اصلاحی عمل سے منتشر کر دیں۔ اسی طرح کبھی کچھ نیک لوگوں کو ورغلا کر علماء اور اس اصلاحی تحریک کے رہنماؤں سے لفظی جنگ میں الجھا دیا جاتا ہے تاکہ اجتماعی طاقت دم توڑ جائے اور کفر اکبر امت پر حاوی رہے اور اس پر اپنی تاریکی پھیلائے رکھے، اور فروعی مسائل پر بحث و تمحیص ہوتی رہے جبکہ عبادت میں اللہ کی توحید اور اس کی شریعت کے نفاذ جیسے اہم معاملات نظروں سے اوجھل رہیں، اور ان بحثوں اور تردیدوں کے سائے میں کو سچائی جھوٹ کی آڑ میں چھپا دیا جاتا ہے، اور اکثر اوقات انجام شخصی لڑائیوں اور اختلافات کی شکل میں ہوتا ہے جس میں لوگ اس (شخص) کے ساتھ یا اس (شخص) کے ساتھ گروہ کی صورت میں مل جاتے ہیں اور یہ بات امت کی مزید تقسیم اور کمزوری میں اضافے کا باعث بنتی ہے، اور اسلامی کام کی اہم ترجیحات پس منظر میں چلی جاتی ہیں۔ چنانچہ ان اور ان جیسے اور شیطانی حیلوں اور چالوں سے خبردار رہنا بہت ضروری ہے جن کا نفاذ وزارت داخلہ کرتی ہے۔ ان حالات میں کہ جن میں ہم رہ رہے ہیں درست طریقہ وہی ہے جو علماء نے قرار دیا ہے، جیسے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بیان فرمایا ہے کہ اہلِ اسلام کو متحد ہو کر کفر اکبر سے چھٹکارے کے لئے باہمی تعاون کرنا چاہیے جو کہ اسلامی دنیا کو قابو میں کیے ہوئے ہے، اور اس بڑے نقصان جو کہ کفر اکبر ہے، سے نجات کے لئے تھوڑے سے نقصان کو برداشت کر لیا جائے۔

اور اگر کسی کو ایک سے زیادہ فرائض پورے کرنے ہوں تو اصولی طور پر سب سے اہم فرض کو اولیت دی جائے گی، اور یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے کہ اس وقت ایمان کے بعد اس امریکی غاصب دشمن کو مقدس سرزمین سے باہر نکال دینا تمام واجبات میں سے اہم ترین واجب ہے، اور جیسا کہ اہل علم نے قرار دیا ہے، (ایمان کے بعد) اس کام سے پہلے کوئی چیز مقدم نہیں رکھی جا سکتی، اور اس بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی بیان کیا ہے جب انہوں نے فرمایا:

"اور جہاں تک جہاد دفع (اسلام و ایمان کے دفاع کے لئے لڑائی) کا تعلق ہے تو یہ حرمتوں اور دین پر جارح حملہ آور کو دفع کرنے کی اہم ترین قسم ہے، اور ایک ایسا فریضہ ہے جس پر سب کا اجماع ہے، کہ ایمان کے بعد کوئی بھی چیز دین اور دنیا میں فساد برپا کرنے والے جارح حملہ آور کو دفع کرنے سے زیادہ اہم نہیں، اور اس کے لئے کوئی شرائط مقرر نہیں، بلکہ اسے ہر ممکنہ طریقے سے دفع کیا جائے"
(کتاب الاختیارات العلمیہ، ضمیمہ الفتاویٰ الکبریٰ: ۴\۶۰۸)

اور اگر اس جارح حملہ آور دشمن کو صرف مسلمانوں کی اجتماعی جدوجہد ہی سے روکنا ممکن ہو، ان میں سے ہر کسی کی ہر طرح کی ممکنہ شراکت کے ذریعے، تو ان پر لازم ہے کہ آپس کے فروعی اختلافات کو بھلادیں کیونکہ ایسے وقت میں آپسی اختلافات کو بھلادینے کے نقصانات اس نقصان سے بہت کم ہیں جو کہ اس صورت میں ہوں گے جبکہ کفر اکبر مسلمان ممالک پر چھایا رہے۔ اسی لئے شیخ الاسلام نے اس مسئلے کو واضح کرتے ہوئے اس بنیادی اہم ترین بات پر خبردار کیا جس کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ دو نقصانوں کی صورت میں بڑے نقصان کو ختم کرنے کی جدوجہد کرنا اور چھوٹے نقصان کو برداشت کرنا، اور اس ضمن میں انہوں نے خصوصی طور پر مجاہدین اور مسلمانوں کی حالت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر ان میں اکثریت فسق و فجور میں مبتلا ہو تب بھی یہ بات انہیں جارح حملہ آور دشمن کے خلاف جہاد ترک کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔

چنانچہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے تاتار کے احوال، اور جو انہوں نے اللہ کے قانون کو بدل ڈالا، کا کچھ ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

"اگر دشمن سے لڑنے والے (جہاد کی) مکمل ترین صورت پر متفق ہوں تو پھر یہ اللہ کی رضاجوئی کی انتہاء اور اس کے کلمے کی سربلندی اور اس کے دین کا نفاذ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہے، چاہے ان میں کوئی ایسے بھی شامل ہو کہ جن میں گناہگاری اور نیت کی خرابی ہو کہ ریاست کی خاطر لڑ رہے ہوں یا پھر ان پر بعض امور میں ظلم و تعدی کر رہے ہوں، اور ان کا جہاد ترک کرنے کی صورت میں دین پر فساد اس فساد سے کہیں بڑھ کر ہو جو ان کا اس صورت میں قتال کرنے میں ہے، تو پھر ان پر دفاعی جہاد کرنا اس لئے بھی واجب ہے دو فسادوں میں سے بڑے فساد کو ختم کیا جائے اور کمتر فساد کو برداشت کیا جائے، اور یہ اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ہے جس کا خیال رکھنا ضروری ہے، اور اسی وجہ سے یہ اہل سنت والجماعت کے اصولوں میں بھی رہا ہے کہ وہ ہر نیک و بد کے ساتھ مل کر لڑتے تھے کہ بے شک اللہ اس دین کو گناہگار بندے اور پست اقوام کے ذریعے سے بھی مدد دے دیتا ہے، جیسا کہ نبی ﷺ بتا چکے ہیں۔ کیونکہ اگر فاجر سپہ سالاروں یا کثیر تعداد میں فاجر سپاہیوں کے بغیر لڑائی ممکن نہ ہو تو پھر دو صورتوں

میں سے ایک لازم ہے، یا تو ان کے ساتھ مل کر لڑنے کو ترک کر دیا جائے جس کے نتیجے میں دوسروں کا تسلط لازمی ہے جو دین و دنیا کے لئے زیادہ بڑا نقصان ہیں، اور یا پھر فاجر سپہ سالار کے ساتھ مل کر لڑ لیا جائے اور اس کے ذریعے زیادہ بڑے فاجر سے نجات کا مقصد حاصل کر لیا جائے اور ممکنہ طور پر زیادہ سے زیادہ اسلامی شرائع کو قائم کیا جائے، اگرچہ تمام شرائع کو قائم کرنا ممکن نہ بھی ہو تو۔ پس اس صورتحال اور اس سے ملتی جلتی تمام صورتوں میں یہی واجب ہے اور خلفائے راشدین کے بعد ہونے والی زیادہ تر لڑائیاں اسی صورت میں ہوئیں۔"

(مجموع الفتاویٰ: ۲۶\۵۰۶)

اور باوجود اس کے کہ عظیم مفاسد پھیل گئے ہیں اور بڑے بڑے منکرات غالب ہو گئے ہیں، اور ان کے وجود سے کوئی اندھا یا بہرہ شخص بھی انکار نہیں کر سکتا، دیکھنے اور سننے والے کے انکار کا تو سوال ہی نہیں، یہاں تک کہ اب یہ مفاسد اور منکرات ظلم عظیم کی حد تک پہنچ گئے ہیں جو کہ اللہ کے ساتھ شرک اور انسانوں کے لئے اللہ کی بنائی شریعت میں بھی (انسانوں کے بنائے قوانین کے ذریعے) اللہ کے ساتھ شراکت داری ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾

اور (اُس وقت کو یاد کرو) جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا۔ شرک تو بڑا (بھاری) ظلم ہے۔ (سورۃ لقمان:۱۳)

غرض انسانوں کے گھڑے ہوئے قوانین کو نافذ کیا گیا جو ان چیزوں کو حلال کر دیتے ہیں جو اللہ نے حرام کی ہیں جیسے سود، یہاں تک کہ اس مقدس زمین پر مسجد حرام کے پاس بھی، کہ جہاں سودی بنک حرمین کو للکارتے اور اللہ کے ساتھ کھلم کھلا اعلان جنگ کرتے اور اللہ کے اس حکم کی نافرمانی کرتے ہیں:

﴿الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لا يَقُومُونَ إِلاَّ كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ الْمَسِّ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَانتَهَى فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ وَمَنْ عَادَ فَأُوْلَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾

جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قبروں سے) اس طرح (حواس باختہ) اٹھیں گے جیسے کسی کو جن نے لپٹ کر دیوانہ بنا دیا ہو یہ اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ سودا بیچنا بھی تو (نفع کے لحاظ سے) ویسا ہی ہے جیسے سود (لینا)

حالانکہ سودے کو خدا نے حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔ تو جس شخص کے پاس خدا کی نصیحت پہنچی اور وہ (سود لینے سے) باز آگیا تو جو پہلے ہو چکا وہ اس کا۔ اور (قیامت میں) اس کا معاملہ خدا کے سپرد اور جو پھر لینے لگا تو ایسے لوگ دوزخی ہیں کہ ہمیشہ دوزخ میں (جلتے) رہیں گے۔ (سورۃ البقرۃ:۲۷۵)

اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن مجید میں سود کے کبیرہ گناہ کے مرتکب (مسلمان) سے ایسا وعدہ فرمایا ہے کہ اس جیسی وعید اس نے اپنی کتاب میں کسی اور مسلمان کے لئے نہیں دی، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنتُمْ مُؤْمِنِينَ (۲۷۸) فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لا تَظْلِمُونَ وَلا تُظْلَمُونَ (۲۷۸)﴾

مومنو! اللہ سے ڈرو اور اگر ایمان رکھتے ہو تو جتنا سود باقی رہ گیا ہے اس کو چھوڑ دو (۲۷۸) اگر ایسا نہ کرو گے تو خبردار ہو جاؤ (کہ تم) اللہ اور رسول سے جنگ کرنے کے لئے (تیار ہوتے ہو) اور اگر توبہ کر لو گے (اور سود چھوڑ دو گے) تو تم کو اپنی اصل رقم لینے کا حق ہے جس میں نہ اوروں کا نقصان اور نہ تمہارا نقصان۔ (سورۃ البقرۃ: ۲۷۸-۲۷۹)

یہ اس مسلمان کے لئے ہے جو سودی معاملات میں ملوث ہوتا ہے، تو پھر اس شخص کے لئے کیا ہو گا جو خود کو اللہ کا مقابل اور شراکت دار ٹھہراتے ہوئے اللہ کے بندوں کے لئے وہ چیزیں مشروع اور حلال کر دیتا ہے جو ان کے رب نے ان پر حرام کی ہیں، اور اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ مملکت نے علماء اور داعیان میں سے بعض صلحاء کے قدم متزلزل کر دیئے ہیں اور انہیں اس عظیم منکر اور کفر اکبر کا انکار کرنے سے دور گھسیٹ لے گئی ہے، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ (اور) گناہوں سے بچنے کی) کوئی طاقت نہیں اور نہ (نیکی کرنے کی) قوت ہے سوائے اللہ کی مدد کے ذریعے)۔

اور ان حالات میں لازم ہے کہ ہر طرح کی جدوجہد کو مکمل طور پر امت کی اس کے دشمن کے خلاف تحریض و تحریک کی جانب مبذول کر دیا جائے جو جارح حملہ آور ہے اور ملک پر چھایا کفر اکبر ہے جو دین و دنیا میں فساد برپا کر دینے والا ہے اور ایمان کے بعد کوئی بھی چیز اس دشمن کو روکنے سے زیادہ واجب نہیں ہے۔ اور یہ (دشمن) امریکی اسرائیلی اتحاد ہے جو دو مقدس مقامات (سعودیہ) اور نبی ﷺ کے اسریٰ کے سفر کے راستے (فلسطین) کی سرزمینوں پر قابض ہے۔ اور مسلمانوں کی یاد دہانی کرانی ضروری ہے کہ امت مسلمہ کے بیٹوں کے درمیان داخلی خانہ جنگی سے اجتناب برتا جائے، کہ یہ وہ چیز ہے جس کے نتائج مہلک ہیں، جن میں اہم ترین یہ ہیں:

۱) افرادی قوت کا ضیاع، کیونکہ اس صورت میں سب سے بڑے نقصانات اور قربانیاں مسلم قوم کے اپنے بیٹوں کی ہی ہوں گی

۲) معاشی اور مالی طاقت کا ضیاع

۳) ملک کے ڈھانچے کی تباہی

٤) معاشرے کی ٹوٹ پھوٹ

٥) تیل کی صنعت کی تباہی جبکہ صلیبی و امریکی افواج کی خلیج کے اسلامی ممالک کی زمین، فضاء اور سمندر میں موجودگی دنیا میں تیل کے سب سے بڑے ذخائر کے لئے سب سے بڑا خطرہ اور بھاری ترین نقصان ہے، اور جبکہ (افواج کی) یہ موجودگی ملک کے لوگوں کے لئے اشتعال انگیز ہے اور ان کے دین، جذبات اور عزت پر ضرب لگاتی ہے اور اس نے انہیں حملہ آور قابضین کے خلاف مسلح جہاد کی جانب دھکیلا ہے، اور ان علاقوں میں لڑائی پھیلنے کے نتیجے میں تیل کے وسیع ذخائر کو آگ لگنے کے خطرات سے دوچار کر دیتی ہے اور یہ چیز خلیجی ریاستوں اور دو مقدس مقامات کی سرزمین کے معاشی مفادات کے لئے باعث ضرر ہے، بلکہ عالمی اقتصادیات کے لئے بھی بہت بڑے نقصانات کا باعث ہے۔ ہم یہاں ایک وقفے کے لئے ٹھہرتے ہیں اور قوم کے بیٹوں اپنے مجاہدین بھائیوں کو خبردار کرتے ہیں کہ وہ اس دولت کی حفاظت کریں اور وہ ان ذخائر کو جنگ میں نشانہ نہ بنائیں کیونکہ یہ ایک عظیم اسلامی دولت ہے، اور اللہ کے فضل و کرم سے معرض وجود میں آنے والی اسلامی ریاست کے لئے ایک بہت بڑی اور اہم معاشی طاقت ہوگی۔ اور ہم بہت شدت کے ساتھ یہ بھی خبردار کرتے ہیں کہ غاصب ریاست ہائے متحدہ امریکہ جنگ کے اختتام پر (شکست کی صورت میں) اس اسلامی دولت کو اس خوف سے تلف کرنے کی کوشش کرے گی کہ کہیں یہ دولت کو اس کے اصل وارثان کے ہاتھ نہ لگ جائے، اور ساتھ ہی یورپ اور مشرق بعید میں اپنے حریفوں کو نقصان پہنچانے کی خاطر بھی، خصوصا جاپان کو جو علاقے میں تیل کا سب سے بڑا استعمال کنندہ ہے۔

٦) دو مقدس مقامات کی زمین کو توڑ کر اس کے شمالی حصے پر اسرائیل کا قبضہ، جبکہ دو مقدس مقامات کی زمین کی تقسیم یہودی صلیبی اتحاد کا ایک ضروری تقاضا تصور کی جاتی ہے، کیونکہ اللہ کے فضل سے جلد آنے والے درست اسلامی نظام کے تحت اس حجم اور ان طاقتوں کے ساتھ ایک مملکت کا وجود فلسطین میں یہودی وجود کے لئے بہت بڑا خطرہ ثابت ہوگا، جبکہ دو مقدس مقامات کی سرزمین تمام مسلمانان عالم کے لئے قبلہ کی حیثیت رکھنے والے کعبہ مشرفہ کے وجود کی وجہ سے عالم اسلامی کی وحدت کی علامت ہے، اور اسی طرح دو مقدس مقامات کی سرزمین اپنے اندر دنیا میں پٹرول کے سب سے بڑے ذخائر کے وجود کی وجہ سے عالم اسلامی میں ایک اہم اقتصادی قوت کی حیثیت رکھتی ہے، اور پھر اس سرزمین کے نوجوان

اپنے آباء و اجداد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت و طرز زندگی سے مربوط ہیں اور وہ اسے اپنے لئے مثالی نمونہ تصور کرتے ہیں اور اس بات کا ذریعہ سمجھتے ہیں کہ جس پر عمل کر کے امت کو ایک بار پھر اس کے مرتبے پر لایا جاسکے اور نئے سرے سے اللہ کا کلمہ بلند کیا جاسکے۔ اور مزید یہ کہ بابرکت یمن (جنوبی حصے) میں گہری اسٹریٹیجک اہمیت اور اللہ کی راہ میں لڑنے والی ٹھوس افرادی قوت کا وجود ہے اور یہ امور اس علاقے میں یہودی صلیبی اتحاد کی موجودگی کے لئے بہت بڑے خطرے کا باعث ہیں، اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"يخرج من عدن أبين اثنا عشر ألفا ينصرون الله ورسوله، هم خير من بيني وبينهم"

"قریب بارہ ہزار کے قریب لوگ عدن ابیان سے اٹھیں گے جو کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے مقصد کی مدد کریں گے یہ لوگ میرے اور ان کے بیچ تک کے وقت کے بہترین لوگ ہوں گے۔"
(اس کو احمد نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے)

۷) اور امریکی قابض افواج کی موجودگی میں کوئی بھی اندرونی خانہ جنگی، چاہے اس کی وجوہات کچھ بھی ہوں، بہت بڑی غلطی ہے کیونکہ یہ افواج اس معرکے کو عالم کفر کے مفاد میں حل کرنے کی کوشش کریں گی۔

(قارئین کے لئے یہ نکتہ توجہ طلب ہے کہ یہ بیان چونکہ اس وقت دیا گیا تھا جب عالمی صلیبی صیہونی یلغار میں سعودی طاغوتی ریاست کا جہاد دشمن کردار ابھر کر واضع نہیں تھا لیکن موجودہ صورتحال کے پیشِ نظر عالمی تحریکِ جہاد کی حکمتِ عملی کے تحت تنظیم القائدہ جزیرۃ العرب امریکہ کے ساتھ ساتھ سعودی کٹھ پتلی حکومت کے ساتھ بھی نبرد آزماء ہے لیکن بنیادی مرکز امریکہ ہی ہے۔ مترجم)

مسلح افواج میں اور ملکی امن وسلامتی کے محافظین بھائیو، اللہ تمہاری طاقت کو اسلام اور مسلمانوں کے لئے محفوظ فرمائے:

اے توحید کے حامیو اور عقیدے کے محافظو، اے ان اسلاف کی اولاد و کہ جنھوں نے ہدایت کی روشنی کو اٹھایا اور اسے دنیا بھر میں چہار سو بکھیر دیا، اے سعد ابن وقاص، المثنی بن حارثہ الشیبانی اور قعقاع بن عمرو التمیمی — اور ان کے ساتھ جن چنے ہوئے صحابہ نے جہاد کیا — کے سپوتو، تم نے جہاد فی سبیل اللہ کے شوق میں فوج اور حفاظتی اداروں میں شامل ہونے کے لئے اس لئے مقابلہ کیا تاکہ "کلمۃ اللہ بلند ہو" اور تاکہ تم حملہ آوروں اور قابضین کے خلاف اسلام اور دو مقدس مقامات کی سرزمین کی حفاظت کے لئے ضروری اقدامات کرو، اور یہ دین کا عمود ہے، مگر اس حکومت نے تمام پیمانے الٹے کر دیئے ہیں،

اور چیزوں کو الٹے معنی پہنا دیئے ہیں، اور امت کی تذلیل و دین و ملت کی نافرمانی کی ہے، اور یہ سب ایک ایسے وقت میں کہ ابھی امت اپنا پہلا قبلہ، اور نبی ﷺ کے اسریٰ کا راستہ، بھی واپس حاصل نہیں کر سکی جبکہ تقریباً نصف صدی قبل ان حکمرانوں نے قبلہ اول کو واپس حاصل کرنے کے وعدے کیے، یہاں تک کہ وہ نسل گذر گئی اور ایک نئی نسل آگئی اور اس کے ساتھ وعدے بھی تبدیل ہو گئے اور اقصیٰ یہودیوں کے حوالے کر دی گئی اور امت اس وقت سے لے کر اب تک فلسطین میں لہو لہو ہے۔ اور اس سب کے باوجود سعودی حکومت نے اس وقت امت کو بھونچکا کر کے رکھ دیا جب مکہ مکرمہ اور مسجد نبوی کی صورت میں جو مقدسات باقی بچ گئے تھے ان کے دفاع کے لئے نصرانی افواج کی عورتوں کو بلا لیا، اور صلیبیوں کو دو مقدس مقامات کی سرزمین میں آنے کی اجازت دے دی- اور بادشاہ کے خود صلیب پہن لینے کے بعد اس میں حیرت کی کوئی بات باقی نہیں رہی- اور ملک کے طول و عرض کو ان پر کھول دیا جس کے نتیجے میں سرزمین امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے فوجی اڈوں سے بھر گئی، کیونکہ سعودی حکومت ان کی مدد کے بغیر قائم رہنے سے عاجز تھی۔ اور تم لوگ تو اس موجودگی، اس کے حجم، اس کے اہداف اور اس کے خطرات کے بارے میں باعلم ترین لوگ ہو۔ پس اس طرح اس حکومت نے امت سے خیانت کی اور کفار سے دوستی کی اور مسلمانوں کے خلاف ان کی مدد اور طرفداری کی، اور یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے کہ یہ امر دس نواقض اسلام (دائرہ اسلام سے خارج کر دینے والے امور) میں سے ایک ہے، پس جزیرۃ العرب کو صلیبیوں کے لئے کھول کر اس وصیت کی بھی خلاف ورزی کی جو رسول اللہ ﷺ نے مرض الموت میں اپنی امت کو کی تھی، پس فرمایا تھا:

"أخرجوا المشركين من جزيرة العرب"

"جزیرۃ العرب سے مشرکین کو نکال دو۔" (اسے بخاری نے روایت کیا ہے)

اور یہ بھی فرمایا:

"لئن عشت إن شاء الله لأخرجن اليهود والنصارى من جزيرة العرب"

"اگر میں زندہ رہا تو میں یہود اور عیسائیوں کو جزیرۃ العرب سے نکال باہر کروں گا۔" (صحیح الجامع الصغیر)

اور یہ دعوے کہ دو مقدس مقامات کی سرزمین پر صلیبیوں کی موجودگی ایک فوری اور اشد ضرورت اور اس کے دفاع کی خاطر ایک عارضی مسئلہ تھی، ایک ایسا معاملہ بن چکے ہیں جس پر زمانے گذر گئے ہیں، اور بالخصوص عراق کی اس وحشیانہ بربادی کے بعد جس سے وہاں عسکری اور شہری انفراسٹرکچر تباہ و برباد ہو کر رہ گیا اور مسلمانوں اور ان کے بچوں کے لئے صلیبی یہودی نفرت کی انتہاء کا پول کھل گیا، اور صلیبی افواج کی جگہ امت کے بیٹوں پر مشتمل مسلمان افواج لانے کی تجویز کو

نہ ماننے پر اصرار کے بعد (ان دعووں کی حیثیت ختم ہو جاتی ہے!)۔ اور پھر امریکہ میں کفر کے اماموں کی طرف سے دیئے جانے والے بیانات کے بعد یہ دعوے اپنی جڑ سے اکھڑ گئے اور ان کے ستون منہدم ہو گئے، اور ان میں سے تازہ ترین بیان خوبار میں امریکی فوجیوں پر ہونے والے دھماکوں کے بعد امریکی وزیر دفاع ولیم پیری کا تھا جس میں اس نے کہا کہ سعودیہ میں امریکی فوجوں کی موجودگی امریکہ کے اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے ہے۔ اور شیخ سفر الحوالی، اللہ ان کو رہائی عطا فرمائے، نے ستر صفحات کی ایک کتاب لکھی ہے جس میں انہوں نے دلائل و براہین کے ساتھ بیان کیا ہے کہ امریکہ کی جزیرۃ العرب میں موجودگی ایک طے شدہ منصوبے کے تحت فوجی قبضہ ہے۔ اور یہ دعوے محض ایک اور دھوکہ ہیں جن کے ذریعے حکومت مسلمانوں کو بیوقوف بنانا چاہتی ہے جس طرح اپنے پہلے دھوکے کے ذریعے فلسطین کے مجاہدین کو فریب دیا تھا، اور یہ بات مسجد اقصیٰ کے ہاتھ سے نکل جانے کا سبب بھی بنی۔ اور یہ اس وقت ہوا جب ۱۳۵۴ھ بموافق ۱۹۳۶ء میں فلسطین میں مسلم قوم برطانوی قبضے کے خلاف اپنے عظیم جہاد میں متحرک ہوئی تو برطانیہ مجاہدین کے سامنے کھڑا رہنے یا ان کے جہاد کو روکنے سے قاصر ہو گیا۔ پھر ان کے شیطان نے ان کو یہ بات سمجھائی کہ فلسطین میں مسلح جہاد کو روکنے کے لئے شاہ عبد العزیز کے علاوہ اور کوئی طریقہ نہیں ہے کیونکہ اس کے لئے مجاہدین کو دھوکہ دینا ممکن ہے۔ چنانچہ شاہ عبد العزیز نے اپنی یہ ذمہ داری اس طرح بخوبی پایہ تکمیل تک پہنچائی کہ اس نے اپنے دو بیٹے روانہ کیے جنہوں نے فلسطین میں جہادی قیادت سے ملاقات کی اور انہیں شاہ عبد العزیز کے وعدے اور حکومت برطانیہ کے وعدوں، کہ اگر وہ (فلسطینی) جہاد روک دیں تو برطانیہ وہاں سے نکل جائے گا اور ان کے مطالبات پورے کر دیئے جائیں گے، پر (شاہ کی) ضمانت گیری سے آگاہ کیا۔ اور اس طرح شاہ عبد العزیز مسلمانوں کے قبلہ اول کے کھوئے جانے کا سبب بنا، اور اس نے مسلمانوں کے خلاف نصاریٰ کا ساتھ دیا، اور مسجد اقصیٰ کے معاملے کو حل کرنے کی ذمہ داری اٹھانے اور اس کی آزادی کے لئے کوشاں مجاہدین فی سبیل اللہ کی مدد کرنے کے بجائے مجاہدین کو مایوس اور ناکام کیا۔ اور آج اس کا بیٹا شاہ فہد مسلمانوں کے ساتھ دوسری دفعہ فریب کاری کی کوشش کر رہا ہے تاکہ ہمارے پاس جو مقدسات بچ گئے ہیں وہ بھی کھو جائیں، لہٰذا اس نے ان علماء کے ساتھ دروغ گوئی کی جنہوں نے (نتیجتاً) امریکیوں کے داخلے کے حق میں فتوے دیئے، اور اسی طرح مکہ مکرمہ میں ہونے والی رابطہ کانفرنس میں علماء اور اسلامی قیادتوں کے عظیم اجتماع کے سامنے اس وقت جھوٹ بولا جب عالم اسلام نے دو مقدس مقامات کی سرزمین میں اس کے دفاع کے بہانے صلیبی افواج کے داخلے کو نامنظور کیا، تو شاہ نے ان سے کہا کہ یہ سیدھا اور آسان سا معاملہ ہے اور یہ کہ امریکی اور اتحادی افواج چند مہینوں بعد یہاں سے چلی جائیں گی۔ اور آج ہم ان کی آمد کے بعد ساتویں سال میں داخل ہو رہے ہیں، اور حکومت انہیں نکالنے سے قاصر ہے، اور قوم کے سامنے انہیں نکالنے کے قابل نہ ہونے کا اعتراف نہیں کرتی اس لئے لوگوں سے جھوٹ بولتی چلی جا رہی ہے اور دعوی کرتی ہے کہ امریکی یہاں سے چلے جائیں گے۔ کاش کہ

ایسا ہو جائے! مگر مومن ایک ہی سوراخ سے دوسری بار نہیں ڈسا جاتا، سمجھدار وہی ہوتا ہے جو دوسروں کے تجربات سے سیکھتا ہے۔

اور بجائے اس کے کہ حکومت اپنی فوج، محافظین اور سیکیورٹی اہلکاروں کو قابض حملہ آوروں کے خلاف استعمال کرتی، اس نے انہیں الٹا دشمنوں کا محافظ بنا دیا، غرض ذلت ورسوائی کی حد کر دی اور خیانت اور اہانت میں مزید آگے بڑھ گئے، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ (اور (گناہوں سے بچنے کی) کوئی طاقت نہیں اور نہ (نیکی کرنے کی) قوت ہے سوائے اللہ کی مدد کے ذریعے)۔ اور ہم فوج، پولیس اور سیکیورٹی اہلکاروں کے اس چھوٹے سے گروہ کو، جسے حکومت نے گمراہ کیا ہوا ہے اور انہیں مسلمانوں کے حقوق اور ان کے خون پر ظلم واعتداء کرنے پر مجبور کرتی ہے، حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یاد دلانا چاہتے ہیں:

"من عادى لي ولياً فقد آذنته بالحرب"

"میں ان کے خلاف جنگ کا اعلان کرتا ہوں جو میرے ساتھیوں سے عداوت رکھتے ہیں۔"
(اسے بخاری نے روایت کیا ہے)

اور رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان بھی یاد دلانا چاہتے ہیں:

"يجيء الرجل آخذاً بيد الرجل، فيقول: يا رب هذا قتلني، فيقول الله له: لم قتلته، فيقول: قتلته لتكون العزة لك، فيقول: فإنها لي، ويجيء الرجلُ آخذاً بيد الرجل، فيقول: أي ربِ إن هذا قتلني، فيقول الله: لم قتلته، فيقول: لتكون العزة لفلان، فيقول: إنها ليست لفلان، فيبوء بإثم"

"(قیامت والے روز ایک آدمی دوسرے کو پکڑ کر لائے گا اور کہے گا: اے میرے رب اس نے مجھے (دنیا میں) قتل کیا، اللہ عزوجل اس سے پوچھے گا: تم نے اس کو کیوں قتل کیا؟ ملزم جواب دے گا: میں نے اس کو اس لئے قتل کیا کہ ساری عزت تیرے لئے ہو، اللہ فرمائے گا: بیشک ساری عزت میرے لئے ہی ہے، ایک اور آدمی دوسرے کو پکڑ کر لائے گا اور کہے گا: اے میرے رب اس نے مجھے (دنیا میں) قتل کیا، اللہ عزوجل اس سے پوچھے گا: تم نے اس کو کیوں قتل کیا؟ ملزم جواب دے گا: میں نے اس کو اس لئے قتل کیا کہ ساری عزت فلاں کے لئے ہو، اللہ فرمائے گا: بیشک ساری عزت فلاں کے لئے نہیں ہے، پس وہ مقتول کے سب گناہ اٹھائے گا (اور جہنم کی طرف دھکیل دیا جائے گا)۔"
(اسے نسائی نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے)

اور نسائی میں ان الفاظ کے ساتھ بھی ہے:

"يجيء المقتول يوم القيامة متعلقاً بقاتله، فيقول الله، فيمَ قتلت هذا، فيقول: في ملك فلان"

"قیامت کے دن مقتول اپنے قاتل کے ساتھ آئے گا، تو اللہ فرمائے گا: اس کو کیوں قتل کیا، ملزم کہے گا: فلاں کی حکومت کے دوام کے لئے"

اور آج ان دو مقدس مقامات کے سپوتوں میں سے آپ کے بھائیوں اور بیٹوں نے اللہ کی راہ میں جہاد کا آغاز کر دیا ہے تا کہ قابض دشمن کو اس دو مقدس مقامات کی سرزمین سے نکالا جاسکے اور اس میں شک نہیں کہ آپ بھی امت کی کھوئی ہوئی عظمت کی بحالی اور اس کے مقبوضہ مقدس مقامات کی بازیابی کی اس مہم کا حصہ بننا چاہیں گے، اور اس کے علاوہ آپ پر یہ بات واضح ہے کہ ہماری باقاعدہ مسلح افواج اور دشمن کی افواج میں طاقت کے عدم توازن کی وجہ سے اس مرحلے کا تقاضا ہے کہ ہم لڑائی کے لئے مناسب طریقے اپنائیں، جیسے کہ سریع الحرکت ہلکے پھلکے دستے جو کہ مکمل راز داری سے کام کریں، یا دوسرے الفاظ میں گوریلا طریقہ جنگ جس میں امت کے بیٹے بھی فوج کے ہمراہ لڑائی میں حصہ لیں۔ اور جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ موجودہ صورتحال میں حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ ہماری مسلح فوج صلیبی دشمن سے روایتی جنگ میں الجھنے سے اجتناب کرے، البتہ مسلح افواج کے افراد کی طرف سے انجام دیئے گئے بہادری اور جراتمندی کے کوئی بھی انفرادی اقدامات اس سے مستثنیٰ ہیں، یعنی کہ (فوج کے افراد انفرادی طور پر ایسے حملے کریں جو) باقاعدہ فوج کے روایتی طریقہ کاروں کو استعمال میں لائے بغیر اقدامات ہوں تا کہ ایسے اقدامات کا سخت ردِ عمل فوج پر نہ آئے، سوائے اس کے کہ ایسا کرنے کی واقعی کوئی بڑی مصلحت اور وزنی جواز موجود ہو، اور دشمن کا بھاری بھر کم نقصان کیا جاسکتا ہو جو اس کے ستونوں کو منہدم کر دے اور اس کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دے اور اس کے شکست خوردہ، ناکام و نامراد ہو کر نکل جانے کا ذریعہ بن جائے تو پھر ایسے حملے کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں مگر اس انتہائی احتیاط کے ساتھ کہ مسلمانوں کا خون نہ بہے۔

اور آپ کے مجاہد بھائی اور بیٹے اس مرحلے میں آپ سے اس بات کے خواستگار ہیں کہ انہیں معلومات اور مادی اشیاء اور ان کے کام کے لئے ضروری اسلحے کی صورت میں ہر ممکن مدد فراہم کریں، اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے افراد سے خاص طور پر گذارش کرتے ہیں کہ ان کی پردہ پوشی کریں اور دشمن کو ان کے بارے میں دھوکے اور فریب میں رکھیں، اور اس کی صفوں کو متزلزل کر دیں، اور اس کے علاوہ قابض دشمن کے خلاف مجاہدین کی جس طرح بھی ممکن ہو مدد کریں۔

اور ہم آپ کو خبردار کرتے ہیں کہ حکومت ایسے ہتھکنڈے استعمال کرنے پر بھی اتر سکتی ہے کہ جن میں وہ خود مسلح افواج، یا سیکیورٹی، یا امن نافذ کرنے والے اداروں کے افراد کے خلاف اقدامات کر کے انہیں مجاہدین سے منسوب کرنے کی کوشش کرے تا کہ ان کے اور تمہارے درمیان پھوٹ ڈلوا سکے، چنانچہ تمہیں چاہیئے کہ حکومت کو ایسے موقع سے ہرگز فائدہ نہ اٹھانے دو۔

اور جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ جو حالات ملک کو درپیش ہیں اور جنھوں نے عوام کو بوجھل کر رکھا ہے ان کی مکمل ذمہ داری حکومت کے سر پر ہے، اگرچہ کہ مرض کی اصل جڑ اور مصیبت کا اصل مصدر امریکی قابض دشمن ہے۔ لہٰذا ہماری تمام تر کوششوں کی توجہ اسے قتل کرنے، اس سے لڑنے، اسے برباد کرنے، اسے شکست دینے، اس کی گھات لگانے اور اس پر نگاہ رکھنے پر مرکوز رہنی چاہیئے یہاں تک کہ اللہ کے فضل سے اس کو شکست فاش ہو جائے۔ اور اللہ کے حکم سے وہ وقت بھی آئے گا جب تم معاملات کو سلجھانے میں اپنا کردار نبھاؤ گے تا کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو اور کفر کا کلمہ زمیں بوس ہو جائے، جارحوں کو فولادی ہاتھ کی مار مارو گے، اور حالات کو معمول پر لے آؤ گے، اور لوگوں کو ان کے حقوق دلاؤ گے، اور اپنا درست اسلامی فریضہ پورا کرو گے۔ اور انشاء اللہ ان معاملات پر ہم الگ سے تفصیلی بات کریں گے۔

دنیا بھر میں میرے مسلمان بھائیو اور خاص طور پر جزیرۃ العرب والو:

جو پیسہ تم امریکی مصنوعات کی خریداری میں صرف کرتے ہو وہ گولیوں میں تبدیل ہو کر فلسطین میں ہمارے مسلمان بھائیوں کی سینوں میں اتر جاتا ہے، اور کل کو دو مقدس مقامات کی سرزمین کے بیٹوں کے سینوں میں اترے گا۔

ہم ان کی چیزیں خرید کر ان کی معیشت کو مستحکم کر رہے ہیں، جبکہ ہم خود غربت اور زبوں حالی میں بڑھ رہے ہیں۔

دو مقدس مقامات کی سرزمین میں میرے مسلمان بھائی:

کیا اس بات کا کوئی جواز بنتا ہے کہ ہمارا ملک دنیا میں امریکی ہتھیاروں کا سب سے بڑا خریدار ہو، اور ساتھ ہی اس علاقے میں یہ امریکیوں کا سب سے بڑا تجارتی شراکت دار ہو، جو (امریکی) دو مقدس مقامات کی سرزمین پر قبضہ کیے ہوئے ہیں، اور فلسطین پر قبضے اور وہاں مسلمانوں کے قتل و غارت اور ان کی بے دخلی میں اپنے یہودی بھائیوں کی مال، اسلحے اور افرادی قوت کے ساتھ مدد کر رہے ہیں۔

ان غاصبوں کو ہمارے ساتھ تجارت کے نتیجے میں ہم سے حاصل ہونے والی بہت بڑی آمدنی سے محروم کر دینا ان کے خلاف جہاد کی بہت اہم مدد ہے، اور ان کی جانب ہمارے غیض وغضب اور ان کے لئے ہماری نفرت کے اظہار کی ایک اہم اور با معنی تعبیر ہے، اور اس طریقے سے ہم اپنے مقدس مقامات کو ان نجس یہود و نصاریٰ سے پاک کرنے میں اپنا حصہ ڈال سکتے ہیں، اور انہیں اللہ کے فضل سے اپنی زمینوں سے ناکام و نامراد اور مایوس ہو کر چلے جانے پر مجبور کر سکتے ہیں۔

اور ہم دو مقدس مقامات کی سرزمین کی عورتوں اور ان کے علاوہ دوسری عورتوں کے منتظر ہیں کہ وہ بھی اس سلسلے میں امریکی مصنوعات کا بائیکاٹ کر کے اپنا کردار ادا کریں۔

اور اگر اقتصادی بائیکاٹ مجاہدین کی عسکری ضربوں کے ساتھ یکجا ہو جاتا ہے تو دشمن کی شکست، انشاء اللہ، بہت قریب ہو جائے گی، اور اسی طرح آئینے کا دوسرا عکس بھی برحق ہے...... کہ اگر مسلمانوں نے اپنے مجاہدین بھائیوں سے تعاون نہ کیا اور امریکی دشمن سے اقتصادی بائیکاٹ پر کمر نہ باندھی تو پھر اس طرح وہ دشمن پر دولت لٹاتے رہیں گے جو جنگ کا ستون اور فوجوں کی زندگی کی حیثیت رکھتی ہے، اور اس طرح جنگ کا سلسلہ طویل ہوتا رہے گا اور مسلمانوں پر شدید اثرات مرتب ہوتے رہیں گے۔

پوری دنیا کے قانون نافذ کرنے والے اور انٹیلیجنس ادارے کسی بھی شہری کو اس کے دشمن کی مصنوعات خریدنے پر مجبور نہیں کر سکتے۔

امریکی دشمن کی مصنوعات کا اقتصادی بائیکاٹ دشمن کو کمزور کرنے اور اس کو نقصان پہنچانے کے لئے ایک انتہائی کارآمد ہتھیار ہے، اور اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ ایک ایسا ہتھیار ہے جو ظلم و جبر کے آلات کی پکڑ میں بھی نہیں آتا۔

اور اپنا پیغام ختم کرنے سے پہلے ہمارے پاس ایک بہت اہم بات ہے، اور یہ مسلمان نوجوانوں کے لئے انتہائی اہم پیغام ہے، جو امت محمدی ﷺ کا تابناک مستقبل ہیں، ہمارا یہ کلام نوجوانان سے امت کی تاریخ کی اس مشکل گھڑی میں ان کے فرائض کے حوالے سے ہے، ایک ایسا وقت جب ہر سطح پر فرائض کی ادائیگی کے لئے نوجوانوں، اللہ ان کی حفاظت فرمائے، کے سوا کوئی بھی آگے نہیں بڑھا، جبکہ اپنے فرض کی ادائیگی اور اسلام کے دفاع کے حوالے سے کچھ بہت معروف لوگ بھی ایسے وقت میں آگے بڑھنے میں تردد کا شکار رہے تاکہ اپنے جان و مال کو اس ظلم اور جبر و ناانصافی اور دہشت گردی سے بچا سکیں جس کا ارتکاب حکومت کرتی ہے، اور اس کے علاوہ یہ امت کے ضمیر کو سلانے کے لئے میڈیا کا استعمال بھی کرتی ہے، مگر ایسے میں یہ نوجوان، اللہ ان کی حفاظت فرمائے، اسلام کے مقدس مقامات پر قابض امریکی یہودی اتحاد کے خلاف جہاد کا لہراتا پرچم بلند کرنے کے لئے آگے بڑھے- ایک ایسے وقت میں کہ جب ان کے علاوہ جو بھی آگے بڑھا وہ یا تو حکومتی

دہشت گردی کا شکار ہو کر یا اس فانی دنیا کے طمع کا شکار ہو کر قدم ڈگمگانے کی وجہ سے دو مقدس مقامات کی سرزمین پر قبضے کی اس عظیم خیانت اور بڑی مصیبت کو شرعی حیثیت دینے کے لئے آگے بڑھا، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ (اور (گناہوں سے بچنے کی) کوئی طاقت نہیں اور نہ (نیکی کرنے کی) قوت ہے سوائے اللہ کی مدد کے ذریعے) ۔اور ان نوجوانوں کے اقدام سے کوئی حیرت اور عجب والی بات نہیں ہے کیونکہ اصحاب محمد ﷺ بھی تو نوجوان ہی تھے، اور یہ نوجوان بھی ایک بہترین سلف کی بہترین اولادیں ہیں، اور اس امت کے فرعون (یعنی) ابو جہل کو بھی تو نوجوانوں نے ہی قتل کیا تھا!

عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"إني لفي الصف يوم بدر، إذ التفت فإذا عن يميني وعن يساري فَتَيان حديثا السن، فكأني لم آمن بمكانهما، إذ قال لي أحدهما سراً من صاحبه: يا عم أرني أبا جهل، فقلت: فما تصنع به، قال: أُخبرتُ أنه يسب رسول الله – صلى الله عليه و سلم – ، قال: والذي نفسي بيده لئن رأيته لا يفارق سوادي سواده حتى يموت الأعجل منّا، فتعجبتُ لذلك، قال: وغمزني الآخر فقال لي مثلها، فلم أنشب أن نظرتُ إلى أبي جهل جول في الناس، فقلت: ألا تريان؟ هذا صاحبكما الذي تسألاني عنه، قال: فابتدراه بسيفيهما، فضرباه حتى قتلاه"

"بدر کی لڑائی کے موقع پر میں صف میں کھڑا ہوا تھا۔ میں نے مڑ کے دیکھا تو میری داہنی اور بائیں طرف دو نوجوان کھڑے تھے۔ ابھی میں ان کے متعلق کوئی فیصلہ بھی نہ کر پایا تھا کہ ایک نے مجھ سے چپکے سے پوچھا تاکہ اس کا ساتھی سننے نہ پائے: چچا! مجھے ابو جہل کو دکھا دو، میں نے کہا: تم اسے دیکھ کر کیا کرو گے؟ اس نے کہا: مجھے خبر ملی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتا ہے، پھر کہنے لگا: قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، اگر میں اس کو دیکھ لوں تو میرا سایہ اس کے سایے سے ہرگز الگ نہیں ہو گا یہاں تک کہ ہم میں سے جس کی موت پہلے مقدر ہے وہ مارا جائے۔ (عبد الرحمٰن بن العوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں ششدر رہ گیا اور اسی وقت دوسرے نوجوان نے بھی اپنے ساتھی سے چھپاتے ہوئے مجھ سے یہی بات پوچھی۔ ابھی میں نے توقف بھی نہ کیا تھا کہ میں نے ابو جہل کو لوگوں میں گذرتے دیکھا تو (اشارہ کرتے ہوئے) کہا: کیا تم دیکھتے ہو؟ یہی وہ شخص ہے جس کا تم مجھ سے پوچھتے ہو۔ (اسے دیکھتے ہی) وہ دونوں اپنی تلواروں کے ساتھ جلدی سے اس کی طرف لپکے اور اس پر حملہ کر دیا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔"

اللہ اکبر . . . یہ تھے ان نوجوانوں رضی اللہ عنہم کے جذبے، اور یہ تھے ہمارے آباء کے جذبے، پس یہ دونوجوان عمر میں کم مگر ہمت، جرات، عقل اور اللہ کے دین پر غیرت میں زیادہ، دونوں ہی ایک ایسے شخص کا پوچھ رہے ہیں جس کا دشمن کے لشکر میں مارا جانا سب سے اہم تھا، یعنی اس امت کے فرعون اور بدر میں مشرکین کے قائد ابو جہل کا قتل، اور عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا کردار ان نوجوانوں کو ابو جہل کی طرف رہنمائی کرنے کا تھا، اور یہی وہ کردار ہے جو ان لوگوں سے مطلوب ہے جو لڑنے والے دشمن کے بارے میں معلومات اور خبریں رکھتے ہیں، کہ وہ اپنے بھائیوں اور بیٹوں کی اس طرف رہنمائی کریں، اور پھر ہمارے نوجوان بھی وہی کہیں گے جیسا ان کے اسلاف نے کہا:

"والذي نفسي بيده لئن رأيته لا يفارق سوادي سواده حتى يموت الأعجل منّا"

"قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، اگر میں اس کو دیکھ لوں تو میرا سایہ اس کے سایے سے ہرگز الگ نہیں ہوگا یہاں تک کہ ہم میں سے جس کی موت پہلے مقدر ہے وہ مارا جائے۔"

اور عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا امیہ بن خلف والا قصہ کفر کے سردار امیہ بن خلف کے قتل پر بلال رضی اللہ عنہ کے اصرار کی انتہاء کو ظاہر کرتا ہے، کہ جب انہوں نے فرمایا:

"رأس الكفر أمية بن خلف.. لا نجوت إن نجا"

"کفر کا سردار امیہ بن خلف ہے، میں نہیں رہوں گا اگر وہ باقی رہا"

اور کچھ دن قبل ذرائع ابلاغ نے امریکی صلیبی قابض کے وزیر دفاع کا ایک بیان نقل کیا جس میں اس نے کہا کہ اس نے ریاض اور خوبار کے دھماکوں سے ایک سبق سیکھا، اور وہ سبق یہ ہے کہ بزدل دہشت گردوں کے مقابلے سے کنارہ کشی نہیں کرنی۔

توہم اس وزیر دفاع سے کہتے ہیں کہ یہ بات ایسی ہے جو اپنے اکلوتے بچے کی موت پر سوگوار ماں کو بھی ہنسا دے، اور اس سے اس خوف کی انتہاء کا پتہ چلتا ہے جو تم میں سرایت کر چکا ہے، تو تمہاری یہ جعلی جرات بیروت میں ۱۴۰۳ھ بموافق ۱۹۸۳ء میں ہونے والے دھماکوں کے بعد کہاں گئی جن میں تمہارے دو سو اکتالیس فوجیوں، جن میں زیادہ تر میرینز تھے، کی ہلاکت نے تمہارے پرخچے اڑا دیے تھے، اور تمہاری یہ جعلی بہادری عدن میں کہاں گئی تھی جب صرف دو دھماکوں نے تمہیں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر چوبیس گھنٹوں کے اندر وہاں سے فرار ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔

مگر تمہاری سب سے بڑی بدترین ذلت کا مقام صومالیہ تھا، جب امریکی طاقت اور سرد جنگ کے بعد امریکی نیو ورلڈ آرڈر کی سرداری کے دعووں پر کئی مہینوں تک چلنے والی بہت بڑی پروپیگنڈہ مہم کے بعد تم نے بین الاقوامی فوج کے لاکھوں فوجی صومالیہ میں داخل کیے، جن میں اٹھائیس ہزار امریکی فوجی بھی شامل تھے۔

مگر معمولی لڑائیوں میں کچھ درجن فوجیوں کی ہلاکت اور اپنے ایک پائلٹ کے موغادیشو کی سڑکوں پر گھسیٹے جانے کے بعد تم اپنے کندھوں پر شرمندگی، نقصان اور خوف و ہراس کا بوجھ اٹھائے مایوسیاں، ذلت اور شکست اور اپنے مردہ فوجیوں کی لاشیں اپنے دامن میں سمیٹے وہاں سے فرار ہوگئے، اور کلنٹن پوری دنیا کے سامنے ان دھمکیوں اور وعدوں کے ساتھ نمودار ہوا کہ وہ انتقام لے گا، جبکہ یہ دھمکیاں صرف فرار کا ایک بہانہ ثابت ہوئیں، اور پھر اللہ نے تم پر ذلت مسلط کی اور تم وہاں سے بھاگے، اور تمہاری کمزوری اور نامردی کی انتہاء ظاہر ہوگئی۔ اور ان تین اسلامی شہروں بیروت اور عدن اور موغادیشو میں تمہاری ذلت آمیز شکست خوردگی کے منظر نے ہر مسلمان کے دل کو راحت بخشی اور مومنوں کے سینوں کے لئے شفاء بن گیا۔

اور میں کہتا ہوں: اگر دو مقدس مقامات والی سرزمین کے بیٹے افغانستان میں سویت یونین اور بوسنیا ہرزیگووینا میں سربوں سے لڑنے کے لئے نکلے ہیں، اور آج وہ چیچنیا میں روس کے خلاف جہاد کر رہے ہیں اور اللہ نے انہیں تمہارے حصہ دار روس پر غلبہ اور نصرت عطا فرمائی ہے، اور وہ اللہ کے فضل سے تاجکستان میں بھی لڑ رہے ہیں... میں کہتا ہوں: "اگر دو مقدس مقامات کی سرزمین کے بیٹوں میں دنیا میں ہر جگہ کفر کے خلاف جہاد کرنے کی ضرورت کا شعور اور ایمان موجود ہے تو پھر وہ اپنی زمین، جہاں وہ پیدا ہوئے، پر اپنے مقدس ترین مقام –کعبہ مشرفہ جو دنیا بھر کے مسلمانوں کا قبلہ ہے– کے دفاع کے لئے تعداد، طاقت اور جوش میں بہت بڑھ کر ہوں گے، اور وہ یہ جانتے ہیں کہ دنیا بھر کے مسلمان ان کے اس عظیم معاملے میں ان کی مناصرت اور حمایت کریں گے، جو سب مسلمانوں کا معاملہ ہے، اور وہ معاملہ ان کے مقدس مقامات کی بازیابی ہے، اور یہ دنیا کے ہر مسلمان پر واجب ہے۔"

اور میں تم سے کہتا ہوں اے ولیم (ولیم پیری، وزیر دفاع): "یہ نوجوان موت سے ایسے ہی محبت کرتے ہیں جیسی تم لوگ زندگی سے محبت کرتے ہو، انہوں نے عزت اور غیرت اور شجاعت اور صدق و کرم اور دلیری اور قربانی نسل در نسل وراثت میں پائی ہے، یہ جنگ کے وقت صبر کے ساتھ جم کر مقابلہ کرنے والے اور لڑائی کے وقت سچے اور کھرے ہیں، اور انہوں نے یہ اوصاف اپنے دور جاہلیت کے آباء سے وراثت میں پائی ہیں، اور پھر اسلام آگیا تو اس نے ان اخلاقی قدروں کا اعتراف کیا اور ان کی تکمیل کر دی"، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إنما بُعثت لأتمم صالحَ الأخلاق

"مجھے اچھے اخلاق کی تکمیل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔" (صحیح الجامع الصغیر)

جب بادشاہ عمرو بن ہند (بت پرست) نے عمرو بن کلثوم (بت پرست) کی تذلیل کرنے کی کوشش کی تو عمرو بن کلثوم نے تلوار لے کر بادشاہ کا سر تن سے جدا کر دیا، اور تذلیل، تحقیر اور جارحیت سہنے سے انکار کر دیا۔ اور اس پر یہ قصیدہ پڑھا:

اگر بادشاہ لوگوں پر حد سے زیادہ ظلم کرے	تو ہم اس ذلت کو سہنے سے انکار کرتے ہیں
کس قانون کے تحت اے عمرو بن ہند	تم ہمیں حقارت کا نشانہ بناتے ہو؟
کس قانون کے تحت اے عمرو بن ہند	تم ہمارے دشمنان کی بات سنتے اور ہمیں بے عزت کرنا چاہتے ہو؟
ہماری سختی نے اے عمرو عاجز کر دیا تھا	تم سے پہلے والے دشمنوں کو، اور ہم کبھی سرنگوں نہیں ہوئے

یہ نوجوان موت کے بعد جنت پر یقین رکھتے ہیں، اور اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ ان کا جہاد میں حصہ لینا موت کو قریب نہیں کر دیتا اور نہ ہی ان کا حصہ نہ لینا موت کو موخر کر دیتا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَن تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كِتَابًا مُّؤَجَّلًا ۗ وَمَن يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَن يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا ۚ وَسَنَجْزِي الشَّاكِرِينَ﴾

"اور کسی شخص میں طاقت نہیں کہ اللہ کے حکم کے بغیر مر جائے (اس نے موت کا) وقت مقرر کر کے لکھ رکھا ہے اور جو شخص دنیا میں (اپنے اعمال کا) بدلہ چاہے اس کو ہم یہیں بدلہ دے دیں گے اور جو آخرت میں طالبِ ثواب ہو اس کو وہاں اجر عطا کریں گے اور ہم شکر گزاروں کو عنقریب (بہت اچھا) صلہ دیں گے۔" (سورۃ آل عمران: ۱۴۵)

اور وہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان پر یقین رکھتے ہیں:

"يا غلام إني أعلمك كلمات: أحفظ الله يحفظك، أحفظ الله تجده تجاهك، إذا سألت فاسأل الله، وإذا استعنت فاستعن بالله، واعلم أن الأمة لو اجتمعت على أن ينفعوك بشيء لم ينفعوك إلا بشيء قد كتبه الله لك، ولو اجتمعوا على أن يضروك بشيء لم يضروك إلا بشيء قد كتبه الله عليك رُفعت الأقلام وجفت الصحف"

"اے لڑکے! میں تجھ کو کچھ جملے سکھاتا ہوں، اللہ کی حدود کی حفاظت کر، وہ تیری حفاظت کرے گا، اللہ کے مقصد کی حفاظت کر تو اسے اپنے ساتھ پائے گا، اگر تو اپنی ضرورت کے لئے پکارے تو اللہ کو پکارنا، اگر مدد کی ضرورت ہو تو اللہ سے مدد مانگ، اور جان لے کہ اگر پوری دنیا مل کر تجھے نفع پہنچانا چاہے تو وہ ایسا کرنے سے قاصر رہیں گے بجز اس (نفع) کے کہ جو اللہ نے تیرے نصیب میں لکھ دیا ہے، اور اگر سب تجھے نقصان پہنچانے کو جمع ہو جائیں تو وہ کوئی نقصان نہیں دے سکتے بجز اس (نقصان) کے کہ جو اللہ نے تیرے نصیب میں کر دیا ہے، قلم رکھ دیئے گئے، صفحے سوکھ چکے۔" (صحیح الجامع الصغیر)

اور شاعر کے اس قول کی مثال پیش کرتے ہیں:

اگر موت کا آنا طے ہے — تو یہ شرمناک ہے کہ بزدلی کی موت مرا جائے

اور ایک دوسرے قول کی بھی (مثال پیش کرتے ہیں):

جو تلوار سے نہ مرا وہ کسی اور وجہ سے مر جائے گا — کیونکہ وجوہات تو بہت ہو سکتی ہیں مگر موت ایک ہی ہے

یہ نوجوان اس پر یقین رکھتے ہیں جو کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے مجاہد اور شہید کے عظیم اجر کے بارے میں بتایا، جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَن يُضِلَّ أَعْمَالَهُمْ (٤) سَيَهْدِيهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ (٥) وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ (٦)﴾

"اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کے عملوں کو ہرگز ضائع نہ کرے گا (٤) (بلکہ) ان کو سیدھے رستے پر چلائے گا اور ان کی حالت درست کر دے گا (٥) اور ان کو بہشت میں جس سے انہیں شناسا کر رکھا ہے داخل کرے گا۔" (سورۃ محمد: ٤-٦)

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ﴾

"اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں ان کی نسبت یہ نہ کہنا کہ وہ مرے ہوئے ہیں (وہ مردہ نہیں) بلکہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں جانتے۔" (سورۃ البقرۃ: ١٥٤)

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إن في الجنة مائة درجة أعدها الله للمجاهدين في سبيل الله ما بين الدرجتين كما بين السماءِ والأرض"

"جو لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں ان کے لئے اللہ نے جنت میں سو درجے تیار کئے ہیں اور ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان وزمین کے درمیان ہے۔" (صحیح الجامع الصغیر)

رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

"أفضل الشهداء الذين إن يلقوا في الصف لا يلفتون وجوههم حتى يُقتلوا، أولئك يتَلبطون في الغرف العلا من الجنة، ويضحك إليهم ربك، وإذا ضحك ربك إلى عبدٍ في الدنيا فلا حساب عليه"

"شہیدوں میں بہترین وہ ہیں جو جنگ سے منہ نہیں پھیرتے یہاں تک کہ شہید کر دیئے جائیں، وہ جنت میں اونچے مقامات پر ہیں، اللہ ان پر ہنستا ہے (بوجہ رضا کے) اور جب اللہ اپنے کسی بندے پر ہنسے تو اس کا حساب نہیں ہوتا۔" (اسے احمد نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے)

اور یہ کہ:

"الشهيد لا يجد ألم القتل إلا كما يجد أحدكم مسّ القرصة"

"شہید کو موت کی تکلیف محسوس نہ ہوگی مگر اتنی جتنی تم میں سے کوئی کانٹا چبھنے سے محسوس کرتا ہے۔" (صحیح الجامع الصغیر)

اور یہ بھی فرمایا:

"إن للشهيد عند الله خصالاً: أن يُغفَرَ له من أول دفعة من دمه، ويُرى مقعده من الجنة، ويُحلى حلية الإيمان، ويُزوج من الحور العين، ويُجار من عذاب القبر، ويأمن من الفزع الأكبر، ويوضع على رأسه تاج الوقار الياقوتة منه خيرٌ من الدنيا وما فيها، ويُزوج اثنتين وسبعين من الحور العين، ويُشفع في سبعين إنساناً من أقاربه"

"اللہ کے ہاں شہید کے لئے انعامات ہیں: خون کے پہلے قطرے کے گرنے کے ساتھ ہی اس کی بخشش کر دی جاتی ہے، اسے جنت میں اس کا مقام دکھا دیا جاتا ہے، اس کو ایمان کا جوڑا پہنایا جاتا ہے، اس کا نکاح حور العین سے کر دیا جاتا ہے، اسے قبر کے عذاب سے محفوظ رکھا جاتا ہے، قیامت کے دن کی بڑی گھبراہٹ سے امن نصیب کیا جاتا ہے، اسے عزت و وقار کا تاج پہنایا جاتا ہے جس کا ایک یاقوت دنیا وما فیھا سے بہتر ہے، اس کا بہتّر حورعین سے نکاح کیا جاتا ہے، اور اس کے اقارب میں ستر افراد کے لئے اس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔" (احمد اور الترمذی نے اسے صحیح سند کے ساتھ بیان کیا ہے)

یہ نوجوان جانتے ہیں کہ ان کے لئے تم (یعنی امریکہ) سے لڑنے پر انہیں دوگنا اجر ہے بہ نسبت اس اجر کے جو کسی اور کافر — جو اہل کتاب سے نہیں — سے لڑنے پر انہیں ملے گا، اور ان کی کوئی اور آرزو نہیں بجز اس کے کہ وہ تم کو مار کر جنت کے مکین بن جائیں، کہ کافر اور اس کو قتل کرنے والا کبھی جہنم میں اکٹھے نہیں ہوں گے۔

اور وہ اللہ کے اس فرمان کو دوہراتے اور اس کی تلاوت کرتے ہیں:

﴿قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ﴾

"ان سے (خوب) لڑو، اللہ ان کو تمہارے ہاتھوں سے عذاب میں ڈالے گا اور رسوا کرے گا اور تم کو ان پر غلبہ دے گا اور مومن لوگوں کے سینوں کو شفا بخشے گا۔" (سورۃ التوبۃ:۱۴)

اور رسول اللہ ﷺ کا یہ قول جب وہ بدر میں مسلمانوں کی تحریص کر رہے تھے:

"والذي نفسُ محمدٍ بيده لا يقاتلهم اليوم رجلٌ فيُقتل صابراً محتسباً مقبلاً غير مدبر إلا أدخله الله الجنة"

"قسم اس ذات کی کہ جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے، آج جو بھی شخص ان سے لڑتا ہوا اس حالت میں قتل ہو گیا کہ وہ صبر اور اجر کی امید کے ساتھ لڑتا رہا اور پیٹھ نہ پھیری تو اللہ اس کو ضرور جنت میں داخل فرمائے گا۔"

اور پھر اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کا ان (اصحاب بدر) کو یہ فرمایا:

"قوموا إلى جنة عرضها السماوات والأرض"

"اٹھو ایسی جنت کے لئے جس کی چوڑائی زمین اور آسمان جتنی ہے۔"

اور ہمارے نوجوان اللہ عزوجل کے ان الفاظ کی بھی تلاوت کرتے ہیں:

﴿فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّىٰ إِذَا أَثْخَنتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا ۚ ذَٰلِكَ وَلَوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَانتَصَرَ مِنْهُمْ وَلَٰكِن لِّيَبْلُوَ بَعْضَكُم بِبَعْضٍ ۗ وَالَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَن يُضِلَّ أَعْمَالَهُمْ﴾

"جب تم کافروں سے بھڑ جاؤ تو ان کی گردنیں اُڑا دو، جب ان کو اچھی طرح کچل ڈالو تو اب خوب مضبوط قید و بند سے گرفتار کرو، پھر (اختیار ہے کہ) خواہ احسان رکھ کر چھوڑ دو یا فدیہ لے تاوقتیکہ لڑائی اپنے ہتھیار رکھ دے، یہی حکم ہے اور اگر اللہ چاہتا تو (خود ہی) ان سے بدلہ لے لیتا لیکن اس کا منشا یہ ہے کہ تم میں سے ایک کا امتحان دوسرے کے ذریعے سے لے لے، جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کر دیئے جاتے ہیں ہرگز ان کے اعمال ضائع نہ کرے گا۔" (سورۃ محمد: ۴)

اور یہ نوجوان تم سے بات کرنا نہیں چاہتے اور نہ تم پر تنقید و ملامت کرنا چاہتے ہیں، ان میں سے ہر ایک کی زبان تمہیں یہ کہہ رہی ہے:

ہمارے تمہارے بیچ کوئی تنقید و ملامت نہیں صرف تم کو مارنا اور گردنیں اڑانا ہے

اور وہ تم سے وہی کہتے ہیں جو کہ ان کے جد امجد امیر المومنین ہارون الرشید نے تمہارے جد نقفور (بازنطینی بادشاہ) کو اس وقت کہا تھا جب اس نے ہارون الرشید کے نام اپنے خط میں مسلمانوں کو دھمکی دی تھی، تو ہارون الرشید نے اسے اپنے جواب میں کہا: "امیر المومنین ہارون الرشید کی طرف سے روم کے کتے نقفور کے نام، ہمارا جواب تمہارے لئے وہ ہے جو تم دیکھو گے، وہ نہیں جو سنو گے" پھر وہ اسلامی افواج کی قیادت کرتے ہوئے نقفور اور اس کی افواج کا سامنا کرنے کے لئے نکل پڑے، پس اللہ نے نقفور کو ذلت آمیز شکست سے دوچار کیا۔

پس یہ نوجوان جن کو تم بزدل کہتے، وہ تمہیں کہتے ہیں:

"ہم پر اسلحے کی گھن گرج کا کوئی اثر نہیں اور نہ ہم پر تلوار لہرائی جاسکتی ہے (کہ ہم بزدل نہیں کہ خوفزدہ ہوں)، اور ہمارا جواب تمہارے لئے وہ ہے جو تم دیکھو گے، وہ نہیں جو سنو گے"

پس وہ آپس میں مسابقت میں مصروف ہیں کہ تم سے لڑنے اور تمہیں مارنے میں ان میں سے کون آگے رہے گا، جیسے اوس اور خزرج میں مشرکین سے لڑنے پر مسابقت ہوتی تھی۔ اور ان (نوجوانوں) میں سے کسی نے کہا ہے :

صلیبی فوجی راکھ بنا دیے گئے — جب خوبار میں ہم نے دھماکے کیے

ان نوجوانان اسلام نے — جو کسی خطرے کا خوف نہیں رکھتے

اگر کہا جائے کہ ظالم تمہیں قتل کر دیں گے — تو کہتے ہیں کہ ہمارے قتل میں ہماری کامیابی ہے

میں نے بادشاہ کو دھوکہ نہیں دیا — البتہ اس بادشاہ نے قبلہ کو دھوکہ دیا

اور اس نے اس مقدس سرزمین کو — دنیا کے سب سے غلیظ لوگوں کے شر کے لئے کھول دیا

میں نے اللہ کی قسم کھائی ہے — کہ ہر کفر کرنے والے سے لڑوں گا

ایک دہائی سے زیادہ، یہ لوگ اپنے کاندھوں پر ہتھیار رکھے افغانستان میں مصروف عمل رہے، اور ان لوگوں نے اللہ سے عہد باندھا ہے کہ جب تک ان میں زندگی کی ذرا سی بھی رمق باقی رہے گی، یہ آخری دم تک تمہارے خلاف لڑائی جاری رکھیں گے حتیٰ کہ اللہ کے حکم سے تم کو یہاں سے ذلیل و رسوا اور ناکام کر کے باہر نہ دھکیل دیں، اور یہ اپنی زبان حال سے کہہ رہے ہیں:

اے ولیم پیری، کل تم وہ نوجوان دیکھو گے — جو تمہارے گمراہ بھائیوں سے لڑے گا

نوجوان جو سیل جنگ میں مسکراتا ہوا کود پڑے گا — اور اپنی رنگین تلوار کے ساتھ پلٹے گا

اللہ مجھے ان شہ سواروں سے نزدیک رکھے — جو سواری پر نہ ہوں تو انسان اور سوار ہوں تو دیو

جنگل کے شیر ہیں اور ان کے تیز دانت — برچھیاں اور ہندوستانی تلواریں ہیں

اور گھوڑا گواہی دیتا ہے کہ میں اسے بڑھاتا چلا جاتا ہوں — جبکہ جنگ کے شعلے بھڑک رہے ہوتے ہیں

اور جنگ کی ڈھول بھی گواہی دیتی ہے — اور لڑائی اور وار اور قلم اور کتاب بھی گواہ ہیں

تمہارا اصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اولادوں کو بزدل کہہ کر گالی دینا اور انہیں دو مقدس مقامات کی سرزمین چھوڑنے سے انکار کی دھمکی دینا تمہارے خبط اور عدم توازن کا ثبوت پیش کر رہا ہے، اور اس کا علاج نوجوانان اسلام کے پاس خوب ہے، جیسا کہ ان کے بارے میں کہا گیا ہے:

میری جان ومال قربان ہو ان شہسواروں پر

جو مجھے کبھی مایوس نہیں کرتے

جو موت کے خوف سے نہ تو بیزاری دکھاتے ہیں اور نہ ہی خوف کھاتے ہیں

چاہے جنگوں کے نہ ختم ہونے والے سلسلے جاری ہو جائیں

جنگ کی آگ بڑھکنے کی وہ ذرا بھی پرواہ نہیں کرتے

اور دشمن کے خبط کا اپنے والہانہ جنون سے علاج کرتے ہیں

اور ہمارا تمہیں دہشت زدہ کرنا جبکہ تم ہماری زمینوں پر ہتھیار اٹھائے پھر رہے ہو، شرعی طور پر واجب اور منطقی طور مطلوب امر ہے، اور یہ ایک ایسا قانونی حق ہے جسے تمام بنی نوع بشر بخوبی پہچانتی ہے، بلکہ تمام ذی روح پہچانتے ہیں۔ تمہاری اور ہماری مثال ایک ایسے سانپ کی سی ہے جو ایک بندے کے گھر میں گھس آئے تو وہ بندہ اسے مار ڈالے، اور وہ بزدل ہے جو تم کو اپنی زمینوں پر ہتھیار لئے امن و اطمینان کے ساتھ پھرنے دے۔

اور یہ نوجوان تمہارے فوجیوں سے مختلف ہیں، تمہارا مسئلہ یہ ہے کہ تم کو اپنے فوجیوں کو لڑنے کے لئے کیسے آمادہ کرنا ہے جبکہ ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ہم اپنے نوجوانوں کو کاروائیوں اور لڑائیوں میں ان کی باری آنے تک انتظار کرنے پر کیسے آمادہ کریں۔

پس کیا ہی زبردست نوجوان ہیں! یہ تعریف اور مدح کے لائق ہیں، یہ نوجوان ایسے وقت میں دین کی سربلندی کے لئے اٹھے ہیں جس وقت حکومت نے بڑوں بڑوں کو گمراہ کر دیا، اور انہیں اتنی پستی پر لے آئی کہ ایسے فتوے صادر کریں جن کی کتاب اللہ میں کوئی سند نہیں ہے، اور نہ ہی اللہ کے نبی ﷺ کی سنت میں کوئی سند ہے۔ اور اس طرح مسجد اقصیٰ یہودیوں کے حوالے کر دی اور دو مقدس مقامات کی سرزمین کو نصاریٰ کی افواج کے لئے کھول دیا، اور (قرآن و سنت کے) الفاظ کو توڑ مڑوڑ کر مطلب بدل دینے سے حقیقت نہیں بدلتی، چنانچہ انہی کے بارے میں — یعنی پیچھے بیٹھ رہنے والوں کی مذمت — اور مجاہدین کی مدح میں شاعر کہتا ہے:

میں ان سب کو مسترد کرتا ہوں جو ملامت کار ہیں
اور جنہوں نے گمراہی کو پسند کیا ہے

اور جو آگ تاپتے اپنی محفلوں میں
لمبی باتیں کرتے رہتے ہیں

جو گمراہ ہوتے ہوئے بھی
خود کو سیدھی راہ پر سمجھتے ہیں

میں ان کا احترام کرتا ہوں جو آگے بڑھے
اور مشکلات کے بارے میں سوال اور پرواہ نہ کی

اور اپنی منزل پر جاوداں رہے
راستے کی تمام مشکلات اور مصائب کے باوجود

اور ان کے خون سے روشن ہیں
گمراہی کے اندھیروں کو دور کرنے والے چراغ

میں آج بھی القدس کو گنوانے کا درد
اپنے آپ میں محسوس کرتا ہوں

یہ ہار آگ کی مانند
مجھے اپنے اندر جلتی محسوس ہوتی ہے

میں نے اللہ سے اپنا عہد نہیں توڑا
جب حکومتیں اس کو پیٹھ دکھا گئیں

اور ان کے جد امجد عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مشرکین کی جانب سے ہتھیار ڈالنے کے مطالبے پر کہا:

میرے پاس ہتھیار ڈالنے کا کیا جواز ہے؟

جب کہ میں اس قابل ہوں، میری ترکش میں تیر ہیں اور میری کمان کا تار سخت مضبوط ہے

موت ایک حقیقت ہے اور آخر کار آ کر ہی رہنی ہے اور زندگی بہر حال ختم ہو ہی جانی ہے

اگر میں تم سے نہ لڑوں تو میری ماں ضرور کوئی مخبوط الحواس عورت ہوگی

اور یہ نوجوان فلسطین اور لبنان میں تمہارے یہودی بھائیوں کی قتل و غارتگری، لوگوں کو بے دخل کرنے اور مسلمانوں کی حرمتوں کی پامالی جیسے کرتوتوں کے لئے تمہیں ذمہ دار سمجھتے ہیں کیونکہ تم ان کی علی الاعلان مال اور اسلحے کے ذریعے مدد کرتے ہو۔ اور عراقی بچے، جن میں چھ لاکھ سے زیادہ عراق اور اس کے عوام پر تمہاری ظالمانہ ناکہ بندی کی وجہ سے غذا اور دوا کی کمی کی وجہ سے جان سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے، وہ ہمارے بچے ہیں۔ تم سعودی حکومت کے ہمراہ ان معصوموں کے خون کے برابر کے شریک ہو، اور یہ سب کچھ ہمارے ساتھ تمہارے ہر معاہدے کو منسوخ کر دیتا ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اس وقت صلح حدیبیہ کے معاہدے کو منسوخ قرار دے دیا تھا جب قریش نے رسول اللہ ﷺ کے حلیف قبیلے بنی خزاعہ

کے خلاف قبیلہ بنی بکر کی مدد کی تھی، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے قریش سے لڑائی کی اور مکہ فتح کر لیا، اور بنی قینقاع کے ساتھ معاہدہ بھی منسوخ قرار دے دیا گیا کیونکہ ان میں سے ایک یہودی نے بازار میں ایک عورت کو تنگ کیا تھا، تو اندازہ کرو کہ تمہارا لاکھوں مسلمانوں کو قتل کرنا اور ان کے مقدس مقامات کی بے حرمتی کرنا پھر کیسی حیثیت رکھتا ہے؟!

ان امور سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ جو لوگ یہ دعوی کرتے ہیں کہ مسلمان ممالک میں اس قابض امریکی دشمن کے فوجیوں کا خون حرمت کا حامل ہے، وہ در اصل حکومت کے عتاب کے خوف اور اپنی سلامتی کے لالچ میں مجبور احکومت کی بتائی ہوئی پٹّی دوہرا رہے، چنانچہ جزیرۃ العرب میں موجود ہر قبیلے پر یہ بات واجب ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرے اور اس کی زمین کو اس قابضوں سے پاک کر دے۔ اللہ جانتا ہے کہ ان (قابضوں) کا خون حلال ہے اور ان کے اموال غنیمت ہیں، اور مقتول کا مال مارنے والے کی ملکیت ہے، اللہ نے آیۃ سیف میں فرمایا ہے:

﴿فَإِذَا انسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدتُّمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَإِن تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾

"جب عزت کے مہینے گزر جائیں تو مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کر دو اور پکڑ لو اور گھیر لو اور ہر گھات کی جگہ ان کی تاک میں بیٹھے رہو، پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز پڑھنے اور زکوۃ دینے لگیں تو ان کی راہ چھوڑ دو، بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔" (سورۃ التوبۃ:۵)

اور نوجوان جانتے ہیں کہ مسلمانوں کے مقدس مقامات پر قبضے کی وجہ سے ان پر جو اہانت مسلط ہو چکی ہے وہ جہاد اور دھماکہ خیز مواد کے بغیر زائل اور ختم نہیں ہوگی، چنانچہ وہ شاعر کے اس قول کو دوہراتے ہیں:

ظلم و جبر کی دیواریں گرائی نہیں جا سکتیں — سوائے گولیوں کی بارش سے
اور ایک آزاد آدمی قیادت نہیں جانے دیتا — ہر کافر و فاسق کے ہاتھ
اور بنا خون بہائے — ذلت کو ماتھے سے مٹایا نہیں جا سکتا

اور میں اسلامی دنیا کے ان نوجوانوں کو، جنہوں نے افغانستان، اور بوسنیا ہرزیگووینا میں اپنے مالوں، قلموں، اپنی جانوں اور زبانوں سے جہاد کیا، کہتا ہوں کہ لڑائی ابھی ختم نہیں ہوئی ہے میں ان کو غزوہ احزاب کے بعد اللہ کے رسول ﷺ اور جبریل امین کے درمیان ہونے والی گفتگو یاد دلانا چاہتا ہوں:

"فلما انصرف رسول الله – صلى الله عليه و سلم – إلى المدينة لم يكن إلا أن وضع سلاحه، فجاءه جبريل، فقال: أوضعت السلاح؟ والله إن الملائكة لم تضع أسلحتها بعد، فانهض بمن معك إلى بني قريظة، فإني سائرٌ أمامك أُزلزلُ بهم حصونهم، وأقذف في قلوبهم الرعب، فسار جبريل في موكبه من الملائكة ورسول الله – صلى الله عليه و سلم – على أثره في موكبه من المهاجرين والأنصار..."

" اور جب رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس آئے اور ابھی اپنے ہتھیار اتار کر رکھے ہی تھے کہ جبریل امین ان کے پاس تشریف لائے اور پوچھا: کیا آپ نے اپنے ہتھیار اتار دیئے؟ اللہ کی قسم فرشتوں نے ابھی تک اپنے ہتھیار نہیں اتارے، آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ بنو قریظہ کی طرف روانگی اختیار فرمائیں جبکہ میں آپ سے پہلے وہاں جارہا ہوں تا کہ ان کے قلعوں کو ان پر ہلا کر رکھ دوں اور ان کے دلوں میں خوف ڈال دوں۔ چنانچہ جبریل امین فرشتوں کی فوج کے ہمراہ وہاں روانہ ہوئے اور رسول اللہ ﷺ ان کے پیچھے انصار اور مہاجرین کی فوج کے ہمراہ وہاں روانہ ہو گئے ..." (اسے بخاری نے روایت کیا ہے)

اور یہ نوجوان جانتے ہیں کہ جو قتل نہ بھی ہو تو اس نے بھی بہر حال مر ہی جانا ہے اور ہمارے نزدیک سب سے زیادہ عزت والی موت تو اللہ کے راستے میں ہے، اور یہ اپنے جد امجد جلیل القدر صحابی عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا قول دوہراتے ہیں – بالخصوص ریاض میں امریکیوں پر دھماکہ کرنے والے چار بہادروں کی موت کے بعد، یہ وہ نوجوان تھے جنہوں نے امت کا سر فخر سے بلند کر دیا، اور اپنی جراتمندانہ کاروائی کے ذریعے قابض امریکیوں کی صورت میں اپنے دشمنوں کو ذلت سے دوچار کر دیا:

اے میرے نفس اگر تو قتل نہ بھی ہوا تو تو نے ایک نہ ایک دن مر ہی جانا ہے

موت کا بازار تیرے سامنے گرم ہے

جس کی تجھے تمنا تھی اب تو وہ (شہادت) پانے کے قریب ہے

اور اگر تو نے بھی وہی کیا جو ان دونوں (پچھلے کمانڈروں) نے مثال قائم کی تھی تو تو بھی ہدایت پا گیا

(نوٹ: جعفر رضی اللہ عنہ جنگ موتہ کے دوسرے اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ تیسرے کمانڈر تھے، اس جنگ میں تین ہزار مسلمانوں نے دو لاکھ کے قریب صلیبیوں کا مقابلہ کیا! مترجم)

اور جعفر رضی اللہ عنہ کا قول:

جنت اور اس کی قربت کیا خوب ہے ٹھنڈے اور پاک مشروب کے ساتھ

مگر رومیوں کے لئے جہنم کی سزا کا وعدہ ہے اگر میں ان سے ملوں گا تو ضرور لڑوں گا

جبکہ ہماری ماؤں، بہنوں، بیویوں اور بیٹیوں کے لئے ہمارا پیغام ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے بعد ان کی جلیل القدر صحابیات رضی اللہ عنہن سے مثالیں اخذ کریں اور ان کی سیرت مبارکہ سے جرات، قربانی اور اللہ عزوجل کے دین کی نصرت کے لئے انفاق کا سبق حاصل کریں، اور فاطمہ بن الخطاب رضی اللہ عنہا کی اپنے بھائی عمر بن الخطاب کے سامنے، ان کے مشرف بہ اسلام ہونے سے قبل، حق پر جرات اور ڈٹ جانے کو یاد کریں، اور ان کے بھائی کو جب ان کے اسلام کا علم ہو گیا تو یہ کہہ کر اپنے بھائی کو چیلنج کرنا کہ: "اے عمر! تم کیا کرو گے اگر سچائی تمہارے مذہب میں نہ ہو تو؟"

اور ہجرت کے دن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا کردار یاد کریں جب انہوں نے (اور کچھ میسر نہ ہونے کی وجہ سے) اپنا کمر بند دو حصوں میں تقسیم کیا اور ایک حصہ اس تھیلی پر باندھ دیا جس میں سفر کے لئے کھانا تھا اور جسے رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مدینہ کی جانب سفر کے لئے ساتھ لیا تھا، اور وہ اسی وجہ سے 'ذات النطاقین' (دو کمر بندوں والی) کہلائیں۔ اور نسیبہ بنت کعب رضی اللہ عنہا کا کردار یاد کریں جب وہ احد والے روز رسول اللہ ﷺ کے دفاع کے لئے جی جان سے لڑیں یہاں تک ان کو بارہ زخم آئے جن میں سے ایک تو اتنا گہرا تھا کہ وہ زندگی بھر کے لئے نشان چھوڑ گیا۔ اور صحابیات کی قربانیاں اور ان کا اللہ کی راہ میں جانے والی مسلم افواج کی تیاری کے لئے اپنے زیورات بیچ دینا یاد کریں۔ اور ہمارے اس دور کی خواتین نے بھی انفاق فی سبیل اللہ کی اور جہاد فی سبیل اللہ کے لئے اپنے بیٹوں، بھائیوں، اور شوہروں کی تحریص کی بہت عمدہ مثالیں قائم کی ہیں، اور ایسی مثالیں افغانستان، بوسنیا ہرزیگووینا اور چیچنیا وغیرہ میں ملتی ہیں۔

ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ان اعمال کو قبول فرمائے اور ان کے بیٹوں، آباء، شوہروں اور بھائیوں کی مدد فرمائے، اور ان کے ایمان و یقین میں زیادتی فرمائے اور انہیں اس راستے پر ثابت قدمی عطا فرمائے، وہ راستہ جو اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے قربانی اور جانثاری کا راستہ ہے۔

اور ہماری عورتیں اللہ کی راہ میں لڑنے والے مردوں کے علاوہ اور کسی چیز کا غم نہیں کرتیں، جیسا کہ کہا گیا:

کسی پر افسوس نہ کرو سوائے جنگل کے اس شیر پر جو بھڑکتی لڑائیوں میں بہادر ہے

مجھے جنگوں میں عزت کی موت مر جانے دو عزت کی موت میری موجودہ زندگی سے بہتر ہے

اور وہ شاعر کے اس قول کی مثال پیش کرتے ہوئے اپنے بھائیوں کو جہاد کے لئے ابھارتی ہیں:

اپنے آپ کو ایک مجاہد کی طرح تیار کرو — کیونکہ معاملہ باتوں سے آگے جاچکا

کیا تم ہمیں چھوڑ دینا چاہتے ہو جبکہ — کہ کثرت سے مسلط کافر بھیڑیے ہمارے پر نوچ لیں؟

کافر بھیڑیے محرک کر رہے ہیں — چہار سو سے شر انگیز انسانوں کو

تو کہاں ہیں میرے دین کے بیٹوں میں وہ آزاد لوگ — جو آزاد عورتوں کا دفاع ہتھیاروں سے کریں

اور ذلت کی زندگی سے موت بہت بہتر ہے — کہ کچھ ذلتیں کبھی نہیں مٹ سکتیں

دنیا بھر میں میرے مسلمان بھائیو:

فلسطین اور دو مقدس مقامات کی سرزمین میں تمہارے بھائی تمہیں مدد کے لئے پکار رہے ہیں اور تم سے چاہتے ہیں کہ اسرائیلیوں اور امریکیوں کی شکل میں تمہارے اور ان کے دشمنوں کے خلاف ان کے جہاد میں تم بھی ان کے ساتھ حصہ لو، اور ان دشمنوں کو اسلامی مقدسات سے شکست خوردہ و ذلیل و رسوا کر کے نکالنے کے لئے جس کسی سے جیسے ممکن ہو وہ اس طرح ان کو نقصان سے دوچار کرے، ہر کوئی اپنی استطاعت کے مطابق حصہ ڈالے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنِ اسْتَنصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ﴾

"اور اگر وہ تم سے دین (کے معاملات) میں مدد طلب کریں تو تم کو مدد کرنی لازم ہوگی۔"
(سورۃ الانفال:۷۲)

پس اے اللہ کے سپاہیو سوار ہو جاؤ اور آگے بڑھو ... یہ وقت سختی کا ہے اس لئے مضبوط بنو، اور جان رکھو کہ مقدس مقامات کی آزادی کے لئے تمہارا مجتمع ہونا اور تعاون کرنا، امت کو توحید کے پرچم تلے ایک بات پر متحد کرنے کی جانب درست اقدام ہے۔

اور اس مقام پر ہمارے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں کہ ہم اللہ کے حضور عجز و انکسار کے ساتھ دست دعا بلند کریں، اور اپنے رب عزوجل سے ہر معاملے میں ہدایت اور توفیق طلب کریں۔

اے اللہ! اسلام کے علمائے حق اور امت کے راست باز نوجوان قید کا شکار ہو گئے ہیں۔ اے اللہ! ان کی مشکلیں دور فرما، ان کو ثابت قدم رکھ اور انہیں ان کے خاندانوں میں خیریت سے واپس پہنچا دے۔

اے اللہ! صلیبی اپنی تمام تر قوت کے ساتھ آئے ہیں اور دو مقدس مقامات کی سرزمین کی حرمت کو پامال کیا ہے، اور یہودی رسول اللہ ﷺ کے اسریٰ کے راستے، مسجد اقصیٰ میں فساد برپا کیے ہوئے ہیں۔ اے اللہ! ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دے اور ان کی جمعیت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے، اور ہمیں ان پر تسلط عطا فرما۔ اے اللہ! ان کے قدموں کے نیچے سے زمین ہلا کر رکھ دے۔ اے اللہ! ہم تجھی کو ان کے مقابلے میں کرتے ہیں اور ان کی شرارتوں سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔

اے اللہ! ہمیں ان پر سیاہ دن چھایا ہوا دیکھنا نصیب فرما۔ اے اللہ! ہمیں ان میں اپنی قدرت کی عجائبات دکھا۔

اے اللہ! اے کتاب نازل کرنے والے، اور بادلوں کو چلانے والے، (کافروں کی) جماعتوں کو شکست دینے والے، تو انہیں ہزیمت سے دوچار کر اور ہمیں ان پر نصرت عطا فرما۔

اے اللہ! تو ہی ہمیں قوت دینے والا ہے، تو ہی ہمارا مددگار ہے، تیری ہی مدد کے ساتھ ہم جنگی حیلے کرتے ہیں، دشمن پر حملہ کرتے ہیں اور لڑائی کرتے ہیں۔ ہمارے لئے اللہ ہی کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔

اے اللہ! یہ نوجوان تیرے دین کی نصرت اور تیرے پرچم کی سربلندی کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں، اے اللہ! تو ان کی مدد فرما اور ان کے دلوں کو مضبوطی سے جوڑ دے۔

اے اللہ! مسلمان نوجوانوں کو ثابت قدم بنا، ان کے نشانے درست فرما۔ اے اللہ! مسلمانوں کے دلوں میں باہم الفت ڈال دے، اور ان کی صفوں میں اتحاد قائم کر دے۔ اے ہمارے رب! ہمیں بے پناہ صبر دے، ہمیں ثابت قدمی عطا فرما اور ہمیں کفار کی قوم پر فتحیاب فرما۔ اے ہمارے رب! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جو ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا، اے ہمارے رب! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں طاقت نہ ہو اور ہم سے درگزر فرما اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر، تو ہی ہمارا مالک ہے، ہمیں کافروں کی قوم پر غلبہ عطا فرما۔

اے اللہ اس امت کو ہدایت دے، اور ایسی صورتحال پیدا فرما کہ جس میں تیرے اطاعت گذاروں کی عزت اور تیرے نافرمانوں کی ذلت ہو، اور اس میں اچھائی کا حکم دیا جائے اور برائی سے روکا جائے۔

اے اللہ اپنے بندے اور رسول محمد ﷺ اور ان کے آل و اصحاب پر رحمت فرما، اور بے شمار سلامتی نازل فرما۔

اور ہماری آخری دعا یہ ہے کہ سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں

اسامہ بن محمد بن لادن

جمعہ ٩/٤/١٤١٧ بمطابق ٢٣/٨/١٩٩٦

کوہ ہندوکش خراسان

افغانستان